

# قبر کا شعلہ

اے جمید



PakistaniPoint

www.pakistaniPoint.com



غیر مجلد: 969 0 00997 4

ترمیم شدہ ہار \_\_\_\_\_ ۲۰۱۷ء

فیروز سنز بریوینٹ میپڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 601 - شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277 - پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہراں ہائوس، مین کھٹن روڈ، کراچی۔

Qaber Ka Shola

A Hamd

قبر کا شولا

اسے حمید

© 2017 ہمنہ حقوق فیروز سنز بریوینٹ میپڈ

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محمولہ کرنے،  
نقل و کاپی کرنے یا قسطوں میں کرنے کی اجازت نہیں۔

مطبوعہ: فیروز سنز بریوینٹ میپڈ لاہور۔ ہاتھ نام: سلیم سلیم پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

## وہ زندہ دفن ہو گیا

عزیز، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کیٹی کی خوشبو قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کیٹی ان کے آس پاس پہنچ چکی تھی۔ عزیز، تھیوسانگ اور جولی سانگ جلدی سے ہوسٹل کی کھڑکی میں آ کر نیچے سڑک پر دیکھنے لگے۔ اچانک انہیں ایک پولیس کی ویگن تیزی سے اپنی طرف آتی نظر آئی۔ اس میں کئی سوار تھے۔ کیٹی اکیلی تھی۔ اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر پولیس کی ویگن لگی تھی۔

عزیز نے تھیوسانگ سے کہا۔

”تھیوسانگ! کیٹی کسی مشکل میں پھنسی ہے۔ اس وقت تم ہی اس کی مدد کر سکتے ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟“

جولی سانگ بولی۔

”ہاں تھیوسانگ! فوراً کیٹی کی مدد کرو۔ اس کے



”بیچھے نہ جانے یہاں کی پولیس کیوں لگی ہوئی ہے؟“  
تھیوسانگ کہنے لگا۔

”میں ان پولیس والوں کو ایسا مزا چکھاؤں گا کہ  
ساری عمر یاد رکھیں گے۔“

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے ہوٹل کی پہلی منزل  
آیا اور پھر سڑک پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ کیٹی نے بھی  
تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے وہیں سے چلا کر کہا۔  
”تھیوسانگ! پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے۔“

تھیوسانگ بولا۔  
”کوئی بات نہیں۔ میں پولیس کی خبر لیتا ہوں۔“  
اتنا کہہ کر تھیوسانگ سڑک کے درمیان میں آ  
گیا۔ سامنے سے پیرس کی پولیس کی ویگن تیزی سے آ  
رہی تھی۔ انسپکٹر پولیس نے ایک آدمی کو سڑک کے  
درمیان میں کھڑے دیکھا تو بریک لگا دی۔ یہی اس نے  
غلطی کی اسے چاہیے تھا کہ وہ تھیوسانگ کو بچا کر آگے  
نکل جاتا۔ مگر جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ جو نہی  
پولیس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھیوسانگ نے گاڑی میں  
چھلانگ لگا دی۔ ویگن میں پولیس کے دو سپاہی اور ایک  
انسپکٹر سوار تھا۔ سب سے پہلے تھیوسانگ نے انسپکٹر کی

گردن پر اپنی انگلی لگائی۔ انگلی کے لگتے ہی پیرس کا یہ اونچا لمبا پولیس انسپکٹر چوہیا سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ سپاہی تھیوسانگ پر لپکے۔ ایک نے گولی چلا دی۔ گولی تھیوسانگ کے بازو کو لگی مگر تھیوسانگ کو کچھ نہ ہوا۔ تھیوسانگ نے دونوں سپاہیوں کو وہیں دبوچ لیا اور ان کی گردنوں پر بھی اپنی انگلی لگا دی۔ دونوں سپاہی بھی چوہوں سے بھی چھوٹے چھوٹے ہو کر دیگن میں پھدکنے اور شور مچانے لگے۔ انسپکٹر پہلے ہی چھوٹا سا ہو کر شور مچا رہا تھا۔ تھیوسانگ نے دیگن کو ہلکے پر سے نکالا اور شہر سے باہر لے جا کر دریا کنارے ایک گڑھے میں پھینک دیا۔

یہاں سے تھیوسانگ واپس اپنے ہوٹل آیا تو کیٹی وہاں غبر اور جولی سانگ کے پاس بیٹھی اپنے لکھنوی خیر واقعات انہیں سنا رہی تھی۔ تھیوسانگ بھی کیٹی سے مل کر بہت خوش ہوا۔

غبر نے پوچھا۔

”انہیں کہاں چھوڑ آئے ہو تھیوسانگ؟“

تھیوسانگ بولا۔

”میں نے انہیں چوہے بنا کر یہاں سے دور دیگن سمیت ایک گڑھے میں پھینک دیا ہے مگر ہوٹل کے باہر

کیٹی کی ویگن کھڑی ہے۔ پولیس اسے دیکھ کر اس کی تلاش میں یہاں پہنچ سکتی ہے۔“  
جولی سانگ نے کہا۔

”عنبر بھیا! تم ذرا اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو اور اس ویگن کو یہاں سے اٹھا کر دریا میں پھینک دو۔“  
عنبر نے کہا۔

”یہ کونسی مشکل بات ہے۔“  
اسی وقت عنبر ہوٹل سے اتر کر نیچے آیا۔ پولیس کی ویگن میں بیٹھا اور اسے دور لے جا کر دریائے سین میں پھینک دیا۔ واپس آ کر اس نے کہا۔  
”میں نے پولیس کی ویگن کو دریا میں ڈبو دیا ہے۔ لیکن کیٹی! تمہیں ناگ اور ماریا کا بھی کچھ پتہ ہے؟“  
کیٹی نے کہا۔

”میں ان دونوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ میرا خیال تھا کہ وہ تم لوگوں کے پاس ہوں گے مگر یہاں آتے ہی مجھے صرف تم تینوں کی خوشبو آئی۔ ناگ اور ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ میں سمجھ گئی کہ ناگ اور ماریا یہاں نہیں ہیں۔“  
جولی سانگ بولی۔



”خدا نے چاہا تو ناگ اور ماریا بھی کہیں نہ کہیں ہمیں مل جائیں گے۔“  
تھیوسانگ کہنے لگا۔

”لیکن غبر! اب ہمارا اس ہوٹل میں رہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جن سپاہیوں کو میں نے چوہا بنایا ہے وہ کسی بد کسی طرح تھانے پہنچ کر یہ بتا دیں گے کہ کیٹی کی وین اس ہوٹل کے پاس آ کر رکی تھی۔“  
کیٹی بولی۔

”ایسی بات ہے تو ہم ہوٹل بدل لیتے ہیں۔ مگر تم لوگ ہوٹل کے اخراجات کہاں سے دیتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کافی دولت ہے؟“  
جولی سانگ بولی۔

”ہم پیرس کے کسی بینک سے کچھ رقم اڑانے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ مگر اب دوسرے ہوٹل میں جانے سے پہلے اس رقم کا موجود ہونا ضروری ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہاں کے ہوٹل پہلے ایڈوانس پیسے لیتے ہیں۔“  
غبر نے کہا۔

فکر کی کوئی بات نہیں۔ روپوں کا ابھی بندوبست ہو جاتا ہے یہ کام میں اور تھیوسانگ ابھی کر دیتے ہیں۔ چلو

تھیوسانگ کسی بینک کی طرف چلتے ہیں۔“

تھیوسانگ نے کیٹی اور جولی سانگ کو تاکید کی کہ وہ ان کے واپس آنے تک ہوٹل کے کمرے سے باہر نہ نکلیں۔ پھر وہ اور غنبر ہوٹل سے نکل کر پیرس کی ایک سب سے بارونق سڑک پر آ گئے۔ یہاں ایک بہت بڑا بینک تھا۔ اب یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ناگ کو یہودی جادوگر رابی نے طلسم کی مدد سے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ ناگ سانپ کی شکل میں ہے۔ طلسم کی وجہ سے اس کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی اور وہ خود بھی تھیوسانگ، غنبر، ماریا اور کیٹی جولی سانگ کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا۔ یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہودی رابی، ناگ کو پیرس میں اس لئے لایا ہے کہ قیمتی فرعونی ہیرا اس وقت پیرس کے ایک بینک کے لا کر میں بند ہے۔ لالچی یہودی رابی، ناگ کی مدد سے یہ قیمتی فرعونی ہیرا اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے۔ رابی بھی ناگ کے ساتھ اسی شہر پیرس کے ایک معمولی درجے کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔

ادھر غنبر اور تھیوسانگ ہوٹل سے نکلے اور دوسری طرف یہودی رابی بھی ناگ کو جیب میں ڈال کر ہوٹل



سے نکلا۔ اتفاق سے جس بینک میں فرعونى ہیرا لاکر میں پڑا تھا عنبر اور تھیوسانگ بھی اسی بینک سے اپنی ضرورت کے مطابق کچھ رقم اڑانا چاہتے تھے۔ تھیوسانگ اور عنبر ابھی بینک کے راستے میں ہی تھے کہ دوسری طرف یہودی راہی، ناگ کو لے کر بینک کی پچھلی گلی کے ایک ویران مکان میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے ناگ کو جیب سے نکال کر اپنے سامنے فرش پر بٹھا دیا اور طلسم پڑھ کر کہا۔

”ناگ دیوتا! میں سامری کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس بینک کے لاکر نمبر ایک سو بارہ میں سے فرعونى ہیرا نکال کر میرے پاس لاؤ۔“

ناگ پر چونکہ سامری کے جادو کا اثر تھا اس لئے وہ انکار نہ کر سکا اور ویران مکان کی کھڑکی سے نیچے اترا اور ساتھ والے بینک کی پچھلی دیوار پر چڑھ کر ایک پائپ میں سے گذر گیا اور اس کمرے میں آ گیا۔ جہاں دیوار میں لاکر بنے ہوئے تھے۔ ہر لاکر کو تالا لگا ہوا تھا۔ ناگ نے ان لاکروں کو غور سے دیکھا۔ اسے ایک لاکر میں سے فرعونى ہیرے کی خاص بو آ رہی تھی۔ اس لاکر کا نمبر ایک سو بارہ تھا۔ ناگ ریٹکتا ہوا لاکر کے پاس آ گیا۔ اس نے منہ سے پھنکار نکالی اور اس کی پھنکار کا

شعلہ لاکر کے تالے پر پڑا۔ تالا پکھل کر بہہ گیا اور لاکر کا چھوٹا سا طاقچہ کھل گیا۔ ناگ لاکر میں داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ لاکر کے اندر فرعونی ہیرا چمک رہا ہے۔ یہ ہیرا آلوچے جتنا بڑا تھا اور اس کی اتنی چمک تھی کہ لاکر روشن ہو رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں آگے بڑھا تاکہ اس فرعونی ہیرے کو اپنے منہ میں اٹھائے اور یہودی راہی کو جا کر دے دے۔ جو منی وہ اپنا منہ ہیرے کے سامنے لے گیا اچانک ہیرے کے اندر فرعون کی شکل ظاہر ہوئی۔ فرعون نے اپنے سر پر سونے کے سانپ کا تاج پہن رکھا تھا۔ گلے میں سونے کا جواں تھا۔ فرعون کو ہیرے کے اندر بند دیکھ کر ناگ وہیں رک گیا۔ مگر اس پر یہودی کے طلسم کا اثر تھا۔ اس نے ہیرے کو اٹھانے کے لئے منہ آگے کیا ہی تھا کہ ہیرے کے اندر بیٹھے فرعون نے کہا۔

”ناگ! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ قیمتی ہیرا فرعونوں کے خاندان کی آخری نشانی ہے؟“

ناگ پر طلسم کا اثر تھا۔ اس نے فرعون کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا۔ اور ہیرے کو منہ میں اٹھانے کے

لئے منہ کھولا ہی تھا کہ فرعون نے ہیرے کے اندر سے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور ٹاگ کو پکڑ کر ہیرے کے اندر کرنے کے بعد اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ فرعون کی کلائی سے لپٹتے ہی ٹاگ کو کوئی ہوش نہ رہا۔ اس کے ساتھ ہی لا کر کے اندر والا فرعون ہیرا غائب ہو گیا۔ دوسری طرف یہودی رابی ویران مکان میں ٹاگ کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جب دیر ہو گئی اور ٹاگ نہ آیا تو یہودی کو فکر ہوئی۔ وہ ویران مکان سے نکل کر بینک کے دروازے پر آ گیا۔ شاید ٹاگ اس طرف سے باہر نکلے۔ جس وقت یہودی رابی بینک کے دروازے میں ایک طرف بچ پر بیٹھا ٹاگ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا عین اس وقت تھیوسانگ اور غبر بینک میں داخل ہوئے۔ دونوں سیدھے بینک کے خزانچی کے کاؤنٹر پر چلے گئے۔

خزانچی نوٹوں سے بھرے ہوئے صندوق کے پاس کرسی پر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا لوگوں کو ان کی رقمیں گن گن کر دے رہا تھا۔ تھیوسانگ نے غبر کو اشارہ کیا۔ غبر خاموشی سے دروازے کے پاس فرانسیسی گارڈ کے پاس آ کر بچ پر بیٹھ گیا۔ اسی بچ پر یہودی رابی بھی بیٹھا ہے



چین نظروں سے ناگ کو تلاش کر رہا تھا۔ خزانچی کے کاؤنٹر پر لوگوں کی قطار لگی تھی۔ تھیوسانگ قطار میں کھڑا ہو گیا۔ غبر دور سے اسے دیکھ لیتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ بیٹھے یہودی راہی کو بے چینی سے ادھر ادھر دیکھتے پایا تو یونہی ٹائم گزرنے کی غرض سے اس سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے پوچھا۔

”آپ مجھے کچھ گھبرائے ہوئے لگتے ہیں کیا آپ کسی کا انتظار کر رہے ہیں؟“

یہودی راہی نے غبر کی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر بینک کے اس کمرے کی طرف دیکھنے لگا جہاں ہیرے کا لاکر تھا۔ آہستہ سے بولا۔

”میں اپنے ایک دوست کا انتظار کر رہا ہوں۔“  
غبر نے دیکھا کہ تھیوسانگ کاؤنٹر پر خزانچی کے پاس پہنچ چکا تھا۔ غبر کو اس گارڈ کو سنبھالنا تھا جو راتفل لئے بینک کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر خزانچی نے پوچھا۔

”تمہارے ٹوکن کا نمبر کیا ہے مسٹر؟“  
تھیوسانگ کے پاس تو کوئی ٹوکن نہیں تھا۔ اس نے مسکرا کر نوٹوں کے بھرے ہوئے صندوق کی طرف

اشارہ کیا اور آہستہ سے کہا

”مسٹر! اگر تم اسی حالت میں زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے خاموشی کے ساتھ نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر دے دو اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔“

فرانسیسی خزانچی سمجھ گیا کہ یہ کوئی بینک چور ہے۔

تھیوسانگ بھی خوب جانتا تھا کہ خزانچی ایک سیکنڈ کی دیر

کے بغیر خطرے کے الارم کا بٹن دبا دے گا۔ تھیوسانگ

نے ہاتھ آگے بڑھایا اور خزانچی کی گردن سے انگلی لگا

دی۔ انگلی کے گتے ہی خزانچی چوہے جتنا چھوٹا ہو گیا اور

اپنے آپ کو دہشت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ تھیوسانگ

نے اس خیال سے کہ دوسروں کو پتہ نہ چل جائے

خزانچی کو اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور ساتھ ہی نوٹوں کے

صندوق میں سے ہزار ہزار فرانک کے نوٹوں کی چار

گڈیاں اٹھا لیں اور کاؤنٹر سے ہٹ گیا۔ مگر خزانچی کے

ساتھ والے کلرک نے تھیوسانگ کو نوٹ اڑاتے دیکھ لیا

تھا۔ لیکن وہ خزانچی کے غائب ہو جانے سے خوف زدہ

بھی تھا۔ اس کے باوجود اس نے خطرے کے الارم کا

بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی بینک میں خطرے کا الارم

جج اٹھا۔ گارڈ الارم کی آواز سن کر راتفل تان کر اندر

کی طرف چلا ہی تھا کہ عنبر نے آہستہ سے اس کے پیٹ میں ایک مکا مار دیا۔ ایک مدت کے بعد عنبر نے اپنی طاقت کو آزمایا تھا۔ یہ مکا کسی بہت بڑے ہتھوڑے کی طرح گارڈ کے پیٹ میں لگا اور وہ وہیں دہرا ہو کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ یہودی راہی یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس آدمی کے کئے میں کوئی طلسمی طاقت تھی ورنہ ایک کئے سے کوئی آدمی اس طرح سے گر کر بے ہوش نہیں ہو جاتا۔

اتنے میں تھیوسانگ بھاگ کر عنبر کے پاس آیا اور

بولاً۔

”نکل چلو یہاں سے۔“

عنبر اور تھیوسانگ چھلانگ لگا کر سڑک پر آ گئے۔ یہودی راہی نے ان دونوں کو ایک ٹیکسی میں سوار ہونے دیکھا تو ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا۔ عنبر اور تھیوسانگ ٹیکسی میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ بینک میں پولیس آ گئی۔ یہودی کو اپنی پڑی تھی۔ ناگ ابھی تک فرعون ہیرا لے کر نہیں آیا تھا۔ وہ وہیں بیچ پر بیٹھا رہا۔ پولیس نے خزانچی کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ غائب تھا۔ پولیس نے سارے بینک کی تلاشی کا حکم دیا تاکہ پتہ چل سکے کہ کیا چیز



چوری ہوئی ہے۔ کچھ سپاہی غنبر اور تھیوسانگ کی تلاش میں نکل پڑے۔

بینک کا منیجر پولیس انسپکٹر کو لاکروں والے کمرے میں لے گیا وہاں سارے لاکر کھولے گئے تو یہ پتہ چلا کہ ایک لاکر میں سے فرعونى ہیرا غائب ہے۔ یہ کروڑوں روپے کا نقصان تھا۔ بینک کا منیجر تو اس صدمے سے غش کھا کر گر پڑا۔ بینک میں شور مچ گیا کہ لاکر میں سے کروڑوں روپے کی مالیت کا فرعونى ہیرا غائب ہو گیا ہے اور چور اسے بھی اڑا کر لے گئے ہیں۔ یہ بات یہودی راہی نے سنی تو سکتے میں آگیا۔ اگر چور فرعونى ہیرا چرا کر لے گئے ہیں تو پھر ناگ کہاں ہے؟ اس پر تو میں نے ظلم کیا ہوا تھا۔ اس سے تو دنیا کی کوئی طاقت ہیرا نہیں چھین سکتی تھی۔ یہودی راہی نے غنبر اور تھیوسانگ کی شکلیں دیکھ لی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ یہی چور ہیں اور یہی فرعونى ہیرا چرا کر لے گئے ہیں۔ اس نے ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا جس میں بیٹھ کر غنبر اور تھیوسانگ بھاگے تھے۔

یہودی راہی اسی وقت بینک سے باہر آگیا۔ وہ سامنے ٹیکسی سٹینڈ پر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی

ٹیکسی والا واپس آ گیا جس میں غنبر اور تھیوسانگ بیٹھے تھے۔ یہودی نے آگے بڑھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو سو فرانک کا نوٹ دیا اور پوچھا کہ اس میں جو دو آدمی بیٹھے تھے وہ انہیں کہاں چھوڑ کر آیا ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے نوٹ جیب میں ڈالا اور بولا۔

”میں نے انہیں ہوٹل سین پر چھوڑا ہے۔“

یہودی راہی نے کہا۔

”مجھے بھی وہاں لے چلو۔“

اور وہ ٹیکسی میں گھس گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد یہودی راہی اس ہوٹل کے باہر کھڑا تھا جس کے ایک کمرے میں تھیوسانگ، جولی سانگ اور غنبر بیٹھے نوٹ گن رہے تھے۔ غنبر نے کہا۔

”کافی رقم ہمارے پاس آ گئی ہے۔ اب ہم پیرس کے کسی بھی شاندار ہوٹل میں چھ مہینے تک رہ سکتے ہیں۔“

جولی سانگ نے پوچھا۔

”مگر خزانچی کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔ تھیوسانگ

بھائی؟“

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

”میں نے اسے ایک باغ کی جھاڑیوں میں پھینک دیا تھا۔ اب تک وہ وہیں پڑا ہو گا۔“  
 عنبر سے کیٹی نے کہا۔

”ہو سکتا ہے پولیس اس ٹیکسی والے کو تلاش کر لے جو تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہے اور پھر یہاں بھی پہنچ جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی وقت اس ہوٹل سے نکل کر دوسرے ہوٹل میں چلے جانا چاہئے۔“  
 ”خیال برا نہیں۔“ عنبر نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔

تھیوسانگ بولا۔  
 ”پھر دیر کس بات کی ہے۔ ہم نے اس ہوٹل کا بل ادا کر دیا ہوا ہے۔ چلو ایئرپورٹ کے قریب جو سب سے بڑا اور لے ہوٹل ہے وہاں چلے چلتے ہیں۔“  
 عنبر، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی کے پاس کوئی سامان تو تھا نہیں۔ وہ اس وقت ہوٹل کے کمرے سے نکل کر نیچے سڑک پر آ گئے۔ یہاں یہودی راہی پہلے ہی ان کی تلاش میں موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ دو خوبصورت عورتوں یعنی کیٹی اور جولی سانگ کے ساتھ وہی دو ہیرے کے چور یعنی عنبر اور تھیوسانگ ٹیکسی کو دیکھ رہے ہیں تو یہودی چوکس ہو گیا۔ جونہی عنبر



تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے یہودی راہی بھی دوسری ٹیکسی لے کر ان کے پیچھے لگ گیا۔

جولی سانگ، تھیوسانگ، عنبر اور کیٹی کی ٹیکسی شہر سے نکل کر ہوائی اڈے کے پاس ایک عالی شان ہوٹل اور لے کے پورچ میں آ کر رک گئی۔ عنبر، تھیوسانگ وغیرہ نے اسی وقت پیشگی رقم دے کر ہوٹل کی پہلی منزل میں دو کمرے کرائے پر لے لئے۔ ایک کمرہ کیٹی اور جولی سانگ کے لئے اور ایک کمرہ تھیوسانگ اور عنبر کے لئے۔ سب ایک کمرے میں جمع ہو گئے اور غور کرنے لگے کہ انہیں ناگ اور ماریا کی تلاش کے سلسلے میں اب کیا کرنا چاہئے۔

عنبر بولا۔

”ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ناگ اور ماریا اس شہر میں نہیں ہیں ورنہ ان کی خوشبو یہاں ضرور ہوتی۔“

کیٹی کہنے لگی۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسی شہر میں کسی جگہ قید ہوں اور ان پر کئے گئے ظلم کی وجہ سے

ان کی خوشبو ہم تک نہ پہنچ رہی ہو۔“  
عنبر بولا۔

”بس اسی ایک امید پر تو ہم یہاں رکے ہوئے  
ہیں۔“

تھیوسانگ نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ایک  
مہینہ یہاں ان کو دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد کسی دوسرے  
شہر میں چل کر انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔“

جولی سانگ بولی۔

”ٹھیک ہے۔ ہم ایسا کریں گے کہ ایک دن عنبر  
اور کیٹی انہیں تلاش کرنے جائیں اور ایک دن میں اور  
تھیوسانگ ان کی تلاش میں نکلیں گے۔“  
عنبر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کریں گے۔ تو پھر میرا خیال  
ہے کہ اب شام ہونے والی ہے۔ آج کی رات جولی  
سانگ اور تھیوسانگ کو تلاش پر نکلنا چاہئے۔“  
”مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“ تھیوسانگ بولا۔

اور جولی سانگ کو بھی کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔  
اس نے کہا۔

”میں تیار ہوں۔“

غبر نے مشورہ دیا کہ شام کا اندھیرا ہو گیا ہے۔  
اب تم دونوں کو نکل پڑنا چاہئے۔ مگر تمہیں ہر طرح سے  
خبردار رہنا ہو گا۔

جولی سانگ بولی۔

”تم فکر نہ کرو غبر بھائی! ہم کوئی عام انسان نہیں  
ہیں۔ دونوں بہن بھائی بھی ہیں اور خلائی مخلوق بھی ہیں۔  
ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

یہ کہہ کر تھیوسانگ اور جولی سانگ ہوٹل سے  
نکل پڑے۔ نیچے کاؤنٹر پر یہودی رابی ابھی تک کھڑا کاؤنٹر  
والے سے غبر، تھیوسانگ کا کردہ نمبر معلوم کر رہا تھا۔  
اسے کمروں کے نمبر معلوم ہو گئے تھے اور وہ اوپر جانے  
ہی لگا تھا کہ اس کی نظر تھیوسانگ اور جولی سانگ پر  
پڑی۔ تھیوسانگ کو یہودی نے پہچان لیا کہ یہ وہی آدمی  
ہے جو بینک میں ڈاکہ مار کر بھاگا تھا اور یقینی بات ہے کہ  
فرعون ہیرا بھی اس کے پاس ہو گا۔ یہودی رابی وہیں  
رک گیا اب اس نے اوپر جانے کا خیال چھوڑ دیا اور  
تھیوسانگ کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا۔ تھیوسانگ اور جولی  
سانگ ٹیکسی میں بیٹھ کر پیرس شہر کے ویران علاقوں میں آ



گئے۔ اب وہ ناگ اور ماریا کو شہری آبادی سے ہٹ کر  
 ویران علاقوں مثلاً قبرستان وغیرہ میں ڈھونڈنا چاہتے تھے۔  
 انہوں نے شہر کے ایک تاریخی اور بہت پرانے قبرستان  
 کے گیٹ کے قریب ٹیکسی چھوڑ دی اور قبرستان میں  
 داخل ہو گئے۔ اس قبرستان میں تین تین چار چار سو  
 سال پرانی قبریں تھیں۔ یہودی نے جب ان لوگوں کو  
 قبرستان میں داخل ہوتے اور ٹیکسی چھوڑتے دیکھا تو اس  
 نے بھی ٹیکسی چھوڑ دی اور دوسرے چھوٹے دروازے  
 سے قبرستان میں داخل ہو گیا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ قبرستان کے گیٹ پر بجلی  
 کے دو بلب روشن تھے مگر قبرستان کے اندر اندھیرا تھا۔  
 عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی تو اس اندھیرے میں  
 بھی قبروں کو دیکھ سکتے تھے بلکہ وہ ان پر لگے ہوئے پتھر  
 کے کتبے بھی پڑھ سکتے تھے جن پر مرنے والوں کے نام  
 لکھے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا۔

اس قبرستان میں فرانس کے بڑے مشہور لوگ  
 دفن ہیں۔“

تھیوسانگ بولا۔

”ان میں مشہور فلسفی، شاعر، ادیب اور سائنس

دان بھی ہیں۔“

کیٹی ایک قبر پر لگے ہوئے کتبے کو غور سے پڑھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

”دیکھو غبر اس قبر میں ایک ایسا سائنس دان دفن ہے جس نے آج سے دو سو سال پہلے کہا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اور اسے یہ کہنے کے جرم میں یہاں اس قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا تھا۔“

غبر بولا۔

آج سے دو سو سال پہلے یہاں فرانس میں خاص قسم کے فرقے کے ماننے والوں کی حکومت تھی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط تھی۔ چنانچہ جب اس سائنس دان نے تحقیق کرنے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے تو اس بے چارے کو مذہبی فرقے کے لوگوں نے یہاں زندہ دفن کر کے ہلاک کر ڈالا۔“

تھیوسانگ بولا۔

”یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے۔“

غبر نے کہا۔

”اس زمانے میں لوگوں پر بڑے ظلم ہوتے تھے جو کوئی اس حکمران فریق کے خلاف بات کہتا تھا اسے یا تو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا یا آگ میں ڈال کر جلا دیا جاتا تھا۔“

کیٹی کہنے لگی۔

”اگر یہ شخص زندہ دفن کر دیا گیا ہے تو اس کی روح ہاں کے رسم و رواج کے مطابق اسی قبرستان میں بٹک رہی ہوگی۔ کیونکہ اس کو زبردستی مارا گیا ہے۔“

عنبر اور فیوسانگ خاموشی سے قبر کو دیکھ رہے تھے۔

جولی سانگ بولی۔

”اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ میں ابھی اس مردے کی روح سے بات کرتی ہوں۔ پھر روح نے اگر کہا کہ اس کی باقاعدہ جنازے کی رسم ادا کی جائے تو ہم اس کی خواہش کے مطابق ایسا ہی کر دیں گے تاکہ اس نیک اور سچے سائنس دان کی روح کو اس عذاب سے نجات مل جائے۔“

عنبر بولا۔

”بڑا اچھا خیال ہے۔ جولی سانگ تم تو مردوں سے



ویسے ہی بات کر لیتی ہو۔ ذرا اس سائنس دان کی بھشتی روح سے بھی بات کرو۔“

جولی سائنگ نے کہا۔

”قبر کو ایک طرف سے کھولنا پڑے گا۔“

تھیوسائنگ نے قبر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

”بڑی خستہ قبر ہے۔ ابھی اسے ایک طرف سے

کھول دیتے ہیں۔“

عبر اور تھیوسائنگ نے ایک منٹ کے اندر اندر سائنس دان کی قبر کو سرہانے کی طرف سے کھول دیا۔ یہودی رابی بھی قبرستان میں چھپان لوگوں کو یہ کارروائی کرتے دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ لوگ قبر کو کھود رہے ہیں تو سمجھ گیا کہ یہ قیمتی فرعون ہیرے کو اس قبر میں دبا رہے ہیں تاکہ بعد میں آکر اسے نکال کر لے جائیں۔ وہ ایک قبر کے پیچھے چھپ کر اندھیرے میں ان لوگوں کو قبر کھودتے دیکھتا رہا۔

سرہانے کی طرف سے قبر میں سے مردہ سائنس دان کی کھوپڑی نظر آنے لگی۔ جولی سائنگ نے جھک کر ہاتھ آگے بڑھایا اور مردے کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا اور پوچھا۔

”اے کھوپڑی! اگر تیری روح یہاں کہیں بھٹک رہی ہے تو مجھ سے بات کر۔ اگر تو اوپر عالم برزخ میں ہے تب بھی وہاں سے آ کر مجھ سے بات کر۔“

کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر غبر، کیٹی، جولی سانگ اور تھیوسانگ کو ایک کمزور مگر دردناک آواز سنائی دی۔ یہ کسی مرد کی آواز تھی۔

”میں فرانس کے مشہور سائنس دان کیلاز کی بھٹکتی ہوئی روح ہوں۔ دو سو برس بعد میں بول رہی ہوں۔ کیا تم جانتی ہو کہ میرے جسم کو جاہل لوگوں نے زندہ دفن کر دیا تھا؟“

جولی سانگ نے کہا۔

”ہاں! ہم سب جانتے ہیں۔ تمہارے ساتھ جو ظلم ہوا ہم اس سے اچھی طرح واقف ہیں اور ہم سب کو اس کا بڑا دکھ ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہم تمہارے لئے کیا کریں کہ تمہاری بھٹکتی روح کو چین نصیب ہو۔“

سائنس دان کی بھٹکتی روح نے کہا۔

”جس متعصب پادری نے میری سائنسی معلومات کو جھوٹ قرار دے کے مجھے اس قبر میں زندہ دفن کر دیا تھا۔ اس نے دفن کرنے سے پہلے میرے گلے میں سے

سونے کا ایک لاکٹ اتار کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہ لاکٹ مجھے میری بیوی نے تحفے میں دیا تھا۔ اگر تم یہ لاکٹ لا کر میری قبر میں دفن کر دو تو میری بھٹکتی ہوئی روح کو نجات مل جائے گی اور میں جنت میں اپنی پیاری بیوی کی روح کے پاس پہنچ جاؤں گا۔“

جولی سائگ نے پوچھا۔

”مگر یہ لاکٹ مجھے کہاں سے ملے گا۔“

بھٹکتی روح نے کہا۔

”اس منہ بول پادری کے خاندان میں یہ لاکٹ ابھی تک محفوظ چلا آتا ہے اور اب اس کے خاندان کے ایک پادری کے پاس ہے جو تلوڑے گاؤں کے گرجا کا پادری ہے۔“

جولی سائگ نے کہا۔

”میں وعدہ کرتی ہوں کہ وہ لاکٹ لا کر تمہاری قبر میں دفن کر دوں گی۔“

کیٹی نے مردے کی روح سے پوچھا۔ کیونکہ کیٹی بھی مردے سے بات کر سکتی تھی۔

”یہ بتاؤ کہ ہمارے ساتھی ٹاگ اور ماریا کہاں

ہیں؟“



بھٹکتی روح نے کہا۔

”میں دو سو سال سے اسی قبرستان میں بھٹک رہی ہوں میں یہاں سے باہر نہیں جا سکتی۔ اس لئے ماریا کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکوں گی۔ ہاں ناگ کے بارے میں ضرور بتا سکتی ہوں۔“

غبر، تھیوساگ اور جولی ساگ کے کان کھڑے ہو گئے۔

کین نے پوچھا۔

”ناگ کہاں ہو گا اس وقت؟“

بھٹکتی روح نے کہا۔

جس شخص نے ناگ کو اپنے ظلم میں قید کیا تھا

وہ اس وقت اسی قبرستان میں ہے۔“

غبر، تھیوساگ قبرستان کے اندھیرے میں ادھر ادھر

دیکھنے لگے۔



## قبر کا شعلہ

جولی سائنگ نے پوچھا۔

”وہ کون ہے؟“

بھکتی روح نے عبرتھیوسائنگ اور کیٹی کو سب کچھ بتا دیا کہ کس طرح لاپٹی یہودی رابی نے ناگ دیوتا کو اپنے علم کے ذریعے قابو میں کیا۔ پھر اسے ہیرس لے آیا تاکہ بینک کے لاکر سے فرعون ہیرے کو چرا سکے۔ مگر جو نہی ناگ لاکر میں ہیرے کے پاس پہنچا۔ ہیرے کے اندر فرعون مصر کی شکل نمودار ہوئی۔ اور اس نے ناگ کو پکڑ لیا اور اپنی دنیا میں لے گیا۔ پھر کس طرح یہودی رابی تھیوسائنگ اور عبرت کا تعاقب کرتا رہا کہ انہوں نے ہی فرعون ہیرا چرایا ہوگا۔ بھکتی روح بولی۔

”اس وقت بھی وہ یہودی رابی یہاں سے قریب

ہی ایک قبر کے پیچھے چھپا تمہیں دیکھ رہا ہے وہ یہ سمجھ

رہا ہے کہ تم قیمتی فرعونى ہیرے کو اس قبر میں دفن کر رہے ہو چنانچہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو وہ ہیرا نکالنے کے لئے میری قبر کو ایک بار پھر کھودے گا۔“

غبر تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کو افسوس ہوا کہ ناگ ان کے قریب آکر بچھڑ گیا ہے۔ کیٹی نے پوچھا۔

”کیا یہ یہودی بتا سکتا ہے کہ ناگ کہاں ہوگا؟“

بھکتی روح نے کہا

”یہ لاپٹی یہودی خود ناگ اور قیمتی ہیرے کی تلاش میں ہے اسے کیا پتہ کہ ناگ کہاں ہوگا۔ ناگ کو فرعون مصر چار ہزار سال پیچھے کے زمانے میں لے گیا ہے۔ اس کے بارے میں تو خود مجھے کچھ پتہ نہیں۔“

کیٹی نے کہا۔

”ہم تلوڑے گاؤں میں جا کر پادری کے گھر سے تمہاری بیوی کا دیا ہوا سونے کا لاکٹ لاتے ہیں ہمارے پیچھے اگر یہودی یہاں آکر تمہاری قبر کھودنے لگے تو اسے ضرور لالچ کا سبق سکھانا۔“

بھکتی روح نے کہا۔

”اسے میں ایسا سبق سکھاؤں گی کہ جسے وہ کبھی



نہیں بھلا سکے گا۔

غیر تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ قبرستان سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ وہاں سے ٹیکسی پکڑ کر تلوڑے گاؤں پادری کے گھر جا کر بھکتی روح کا لاکٹ واپس لائیں۔

ان کے جانے کے فوراً بعد لالچی یہودی رابی قبر کے پیچھے سے سائنس دان کی قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ قبر مہرانے کی طرف سے کھلی ہوئی تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ غصہ اور تھیوسانگ یہاں قیمتی ہیرا دبا کر چلے گئے تھے۔ یہودی رابی نے جلدی سے قبر کے اندر ہاتھ ڈالا کہ ہیرے کو باہر نکالے۔ اس کا ہاتھ سائنس دان کی کھوپڑی سے ٹکرا گیا۔ سائنس دان کی بھکتی روح نے یہودی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہودی کی چیخ نکل گئی۔ وہ ہاتھ باہر کھینچ رہا تھا اور روح اسے قبر کے اندر کھینچ رہی تھی۔ دہشت کے مارے یہودی کا رنگ زرد ہو گیا۔ جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ خوف کی وجہ سے اب اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ روح اسے قبر میں کھینچ رہی تھی۔ روح کی بڑی زبردست طاقت ہوتی ہے روح نے یہودی کو قبر کے اندر کھینچ کر لاش کے

ڈھانچے کے اوپر ڈال دیا۔ لاش کی بانہوں نے یہودی کی گردن کو دیوچ لیا۔ یہودی کانپ رہا تھا۔ جسم دہشت سے ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا بھٹکتی روح نے یہودی کی گردن پر زور سے مکا مارا۔ یہودی کی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد قبرستان پر گھرا سناٹا چھا گیا۔

دوسری طرف عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی تلوزے گاؤں پہنچ گئے تھے۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ تلوزے گاؤں وہی تھا جہاں مارگریٹ کا گورکن باپ رہتا تھا دور سے گاؤں کے گرجا گھر کی روشنی نظر آرہی تھی۔ سائنس دان کی بھٹکتی روح نے کیٹی کو پادری کا نام بتا دیا تھا جس کے پاس سونے کا لاکٹ تھا۔

عنبر نے کہا۔

”میرا خیال ہے تھیوسانگ تم پادری کے پاس جاؤ۔ ہم اس جگہ بیٹھتے ہیں ایک دم سے سارے وہاں گئے تو ہو سکتا ہے پادری کو کوئی شک ہو جائے اور وہ لاکٹ کے بارے میں مکر جائے۔“

تھیوسانگ نے سب دوستوں کو وہیں درخت کے

نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود گر جا گھر کی طرف بڑھا۔  
 گر جا گھر میں خاموشی تھی۔ دروازے پر صرف ایک بلب  
 روشن تھا۔ ایک چوکیدار بیچ پر لیٹا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے  
 چوکیدار سے گرجے کے پادری کا نام لے کر پوچھا کہ  
 پادری کا مکان کہاں ہے چوکیدار نے بتایا کہ وہ پادری  
 صاحب گرجے کے پیچھے اپنے کالج میں رہتے ہیں

تھیوسانگ گرجے کے پیچھے آگیا۔ یہاں سامنے ایک  
 چھوٹا سا دھلائی چھت والا کالج بنا ہوا تھا۔ کالج کے کونے  
 والے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ نے  
 دروازے کی گھنٹی بجائی۔ ایک کرخٹ شکل والی موٹی  
 نوکرانی نے دروازہ کھول کر پوچھا۔

”کیا بات ہے۔“

تھیوسانگ نے کہا۔

”کیا پادری محل گھر پر ہی ہیں؟“

نوکرانی نے کہا

”وہ سو رہے ہیں کل آنا“

نوکرانی نے دروازہ بند کر دیا۔ تھیوسانگ نے پھر  
 دروازے پر دستک دی نوکرانی نے سخت غصے سے دروازہ  
 کھولا اور تھیوسانگ کی طرف کھا جانے والی نظروں سے



دیکھ کر بولی

”تم بڑے احمق ہو۔ گدھے ہو۔ جب تمہیں بتا دیا کہ پادری صاحب سو رہے ہیں تو پھر تم بار بار مجھے کیوں پریشان کرتے ہو۔“

تھیوسانگ نے کہا۔

”پادری صاحب کو جگا دو۔ یہ بڑا ضروری کام

ہے۔“

مولیٰ نوکرانی نے نفرت کے ساتھ دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دی۔ تھیوسانگ کو بڑا غصہ آیا کہ یہ اتنی بدتمیز عورت گر جا گھر ایسی مقدس عبادت گاہ کے آس پاس کیوں رہے۔ کیونکہ غیر اگرچہ اسلام قبول کر چکا تھا۔ مگر اسے دوسرے مذہب کے ماننے والوں کا بڑا خیال رہتا تھا۔ لیکن یہ کوئی عجیب و غریب نوکرانی تھی۔ شاید اپنے گھر کے جھگڑے کا بدلہ وہ دوسروں سے لینا چاہتی تھی۔ تھیوسانگ نے اب دروازہ کھٹکھٹانا ضروری نہ سمجھا اور اپنی خاص طاقت سے کام لیتے ہوئے دروازے کو نیچے سے اوپر اٹھایا۔ دروازہ چوکھٹ کے ساتھ ہی الگ ہو کر اس کے ہاتھ میں آگیا۔ تھیوسانگ نے دروازے کو ایک طرف رکھ دیا۔ وہ ایک ڈرائینگ روم میں تھا۔ جہاں بتی

بجھی ہوئی تھی۔ نوکرانی نے جو دیکھا کہ تھیوسانگ دروازہ اکھاڑ کر اندر آگیا ہے تو اس نے چیخ ماری اور سارے گھر کے لوگ جاگ پڑے۔ پادری کی بھی آنکھ کھل گئی۔ وہ گاؤن باندھتا جلدی سے بیڈ روم سے نکل کر ڈرائینگ روم میں پہنچا اور اپنے سامنے ایک نوجوان کو دیکھا تو حیرانی سے پوچھا۔

”تم کون ہو اور کیسے آگئے ہو؟“

تھیوسانگ بولا۔

”اس مولیٰ کو مائی کو یہاں سے چلتا کریں پھر میں آپ کو اصل قصہ سناؤں گا۔“

پادری نے نوکرانی کو وہاں سے بھیج دیا۔ تب تھیوسانگ نے پادری کو ساری بات بیان کر دی۔ یہ سن کر پادری بولا۔

”وہ سونے کا لاکٹ تو میں نے ایک صراف کے پاس فروخت کر دیا تھا“

”کیا آپ مجھے اس صراف کا پتہ بتا سکتے ہیں؟“

پادری نے تھیوسانگ کو صراف کا پتہ بتا دیا۔ تھیوسانگ نے غنبر جولی سانگ اور کیٹی کو آ کر ساری بات بتائی۔ غنبر بولا۔

”چلو اس صراف کے پاس چلتے ہیں۔ کیونکہ سائنس دان کی بھنکتی روح سے ہم نے وعدہ کیا ہے کہ اس کا لاکھ لاکھ قبر میں دفن کر دیں گے تاکہ اس کی روح کو نجات ملے اور وہ اپنی بیوی کی روح کے ساتھ جا ملے۔

صراف کا مکان شہر کے ایک پرانے محلے میں دریا کے پاس تھا۔ رات کے گیارہ بجے یہ لوگ صراف کے گھر پہنچ گئے۔ صراف جاگ رہا تھا اور اس کے گھر میں کوئی مہمان آئے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ آگے گیا۔ کیٹی جولی سانگ اور غنبر پیچھے گلی میں ہی رہے۔ تھیوسانگ نے صراف سے کہا کہ پادری نے جو سونے کا لاکھ اس کے پاس فروخت کیا تھا وہ ہم خریدنا چاہتے ہیں۔ صراف ہنس پڑا۔ کہنے لگا

”وہ لاکھ تو میں اب کسی قیمت پر بھی فروخت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک تاریخی لاکھ ہے۔“

تھیوسانگ نے بڑی شرافت سے کام لیتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو اس کے منہ مانگے دام دوں گا۔ مجھے اس کی سخت ضرورت ہے برائے مہربانی آپ وہ



میرے پاس فروخت کردیں۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔“

صراف نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اور کرخت لہجے میں بولا۔

”میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں لاکھ فروخت نہیں کر سکتا۔ اب جاؤ اور میرا سر نہ کھاؤ۔ میرے مہمان آئے ہوئے ہیں۔“

تھیوسانگ نے ایک بار پھر بڑی نرمی سے کہا۔

”محترم! میں آپ کو اس لاکھ کے چار گنا دام دے سکتا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ یہ کسی کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ مجھے لاکھ کی ضرورت ہے۔“

اب تو صراف کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے تھیوسانگ کو غلطی سے گالی دے ڈالی۔ بھلا اب تھیوسانگ کیے برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے صراف کو گردن سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ صراف لڑکھڑا کر گر پڑا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی۔ صراف اسی وقت چوہے جتنا ہو گیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے ننھے سے جسم کو دیکھنے اور پریشان ہونے لگا۔ تھیوسانگ نے صراف کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور بولا۔

”گدھے! میں نے اب تک تمہارا لحاظ کیا۔ تم سے شرافت سے بات کی مگر لگتا ہے کہ تم شرافت کی زبان بالکل نہیں سمجھتے۔ اب میں تم سے دوسری طرح بات کروں گا۔“

چوہے جتنا صراف ہاتھ جوڑ کر باریک آواز میں گڑگڑا کر معافی مانگنے لگا۔

تھیوسانگ بولا۔

”ابھی تمہیں معافی نہیں دوں گا۔“

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے صراف کو اپنی جیب میں ڈالا اور گلی کے موڑ پر کھڑے عنبر جولی سانگ اور کیٹی کے پاس آگیا۔ عنبر نے پوچھا۔

”لاکٹ کہاں ہے؟“

تھیوسانگ نے کہا۔

”لاکٹ کا مالک میری جیب میں ہے۔ ابھی بتادے

گا کہ لاکٹ کہاں ہے۔ بلکہ خود لاکٹ یہاں منگوائے گا۔“

عنبر جولی سانگ اور کیٹی سمجھ گئے کہ تھیوسانگ

نے صراف کو چوبیا جتنا چھوٹا کر کے جیب میں ڈال لیا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

”لیکن کیا ہم اسے اپنے ہونٹوں میں لے جائیں

”ہے۔“

”وہاں لے جانے میں کیا ہرج ہے۔“ تھیوسانگ بولا۔ ”یہ وہیں لاکٹ منگوائے گا اب۔“

غبر اور جولی سانگ نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ وہ اپنے ایئرپورٹ والے ہوٹل میں آگئے۔ کمرے میں آتے ہی تھیوسانگ نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا اور صراف کو جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا۔ صراف کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ چہرے پر دہشت تھی۔ اپنے جسم کو اس نے اتنا چھوٹا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ باریک آواز میں ہاتھ جوڑ کر اس سے کہہ رہا تھا۔ ”مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔“

غبر جولی سانگ اور کیٹی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جولی سانگ نے کہا۔

”تھیوسانگ بھائی! اب اس کو کافی سبق مل گیا ہے۔ اس کو اصلی حالت میں لے آؤ۔“

تھیوسانگ نے دوسری انگلی صراف کی گردن سے لگائی تو وہ اسی وقت پھر سے بڑا بن گیا۔ وہ میز پر بیٹھا تھا۔ جلدی سے صراف میز سے نیچے اتر کر خوف کے مارے قالین پر بیٹھ گیا اور سہمی ہوئی نظروں سے جولی



سانگ کیٹی تھیو سانگ اور غبر کو تکتے لگا۔ پھر بولا۔  
 ”مجھ سے غلطی ہو گئی۔ تم بہت بڑے جادوگر ہو۔  
 میں تمہارے جادو کے آگے سر جھکاتا ہوں۔“  
 تھیو سانگ نے کہا۔

”یہاں سے اپنے سٹور میں فون کر کے لاکٹ اسی  
 کمرے میں منگواؤ۔“

صراف بولا۔

”ابھی منگواتا ہوں جناب ابھی منگواتا ہوں۔“

صراف نے اسی وقت نمبر ملا کر اپنے بیٹے کو گھر پر  
 فون کیا۔ صراف نے پہلے ہی سے اپنے بیٹے کو بتا دیا ہوا  
 تھا کہ جب کبھی وہ ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے پہلے  
 فقرے کو دوبار بولے تو سمجھ لیتا کہ میں سخت خطرے میں  
 ہوں اور تم پولیس لے کر وہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ اس  
 وقت بھی اپنے بیٹے کو فون کرتے ہوئے صراف نے کہا۔  
 ”بیٹا! میں موریلو بول رہا ہوں۔ میں موریلو بول  
 رہا ہوں۔“

دوسری طرف صراف کے بیٹے نے باپ کو پہلا  
 فقرہ دوبار بولتے سنا تو سمجھ گیا کہ اس کا باپ کسی سخت  
 مشکل میں پھنس گیا ہے اس نے پوچھا۔

”ڈیڈی! تم کہاں ہو؟“

صراف بولا۔

”بیٹے میں ایئر پورٹ والے اور لے ہوٹل کی پہلی منزل کے کمرہ نمبر گیارہ میں ہوں۔ تم سیف میں سے سونے کا تاریخی لاکٹ لے کر فوراً یہاں پہنچ جاؤ۔“

بیٹے نے کہا۔

”ڈیڈی! میں سمجھ گیا ہوں۔ میں آرہا ہوں۔“

صراف کے بیٹے مائیکل نے فون بند کر دیا اور اس کے فوراً بعد پیرس کے چیف پولیس انسپکٹر کو فون کر کے کہا کہ میرا باپ ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے۔ ڈاکو اس کو قتل کرنے والے ہیں ہماری مدد کریں۔ اسی وقت چیف پولیس انسپکٹر سپاہیوں کو ساتھ لے کر مائیکل کے گھر پہنچ گیا۔ مائیکل نے کہا۔

”میرے باپ کو کچھ لوگ اغوا کر کے لے گئے

ہیں۔ اس وقت اور لے ہوٹل کے کمرہ نمبر گیارہ میں ہے

پولیس انسپکٹر نے کہا

”گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہارے باپ کو ابھی لے آتے

ہیں اور ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرتے ہیں۔“

پولیس انسپکٹر نے سپاہیوں کو ساتھ لیا۔ مائیکل کو

بھی دیگن میں بٹھایا اور ایئر پورٹ والے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف غنبر اور جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ صراف کے بیٹے کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ وہ سونے کا تاریخی لاکٹ لے کر آرہا ہوگا۔ اس کی بجائے پولیس بڑی خاموشی سے وہاں پہنچ گئی۔ پولیس نے بڑی ہوشیاری سے دیگن ہوٹل سے کچھ دور پیچھے کی جانب کھڑی کمری اور کمرہ نمبر گیارہ کو باہر سے گھیرے میں لے لیا۔ ہوٹل والوں کو پولیس انسپکٹر نے اعتماد میں لے لیا کہ وہ ایک خطرناک مجرم کو گرفتار کرنے آئی ہے۔

پولیس انسپکٹر نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ دو سپاہی کھڑکی کے راستے سے اور چار سپاہی دروازے کی طرف سے اس کے ساتھ کمرے میں ایک دم سے دھاوا بول دیں گے۔ غنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی کمرے میں بیٹھے صراف کے بیٹے کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ صراف بھی ان کے درمیان قالین پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے دل میں جہان مچا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب تک اس کا بیٹا مائیکل پولیس کو لے کر پہنچ گیا ہوگا اور پولیس حملہ کرنے والی ہوگی۔ صراف کو صرف یہی خطرہ تھا کہ تھیوسانگ کہیں اپنے جادو سے پولیس والوں کو



بھی چھوٹا نہ بنا دے۔ اتنے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔  
 صراف نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔  
 ”میرا بیٹا لاکٹ لے کر آگیا ہے۔“

جولی سانگ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ جونہی اس  
 نے دروازہ کھولا پیرس کی پولیس اسے پیچھے دھکیل کر ایک  
 دم سے کمرے میں داخل ہو گئی۔

سپاہیوں نے ان سب کی طرف رائفلیں تان لیں۔  
 پولیس انسپکٹر نے بھی بھرے ہوئے پستول کا رخ غبر کی  
 طرف کرتے ہوئے کہا۔  
 ”خبردار! کسی نے حرکت کی تو میں گولی چلا دوں

گا۔“

یہ صورت دیکھ کر غبر جولی سانگ کیٹلی اور  
 تھیوسانگ حیران رہ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ صراف نے خفیہ  
 کوڈ کا کوئی لفظ بول کر اپنے بیٹے مائیکل کی مدد سے وہاں  
 پولیس منگوائی ہے۔

پولیس نے کیٹی کو پہچان لیا کہ یہ لڑکی ہیروئن  
 سمگل کرتے پکڑی گئی تھی اور تھانے میں دو قتل کر کے  
 بھاگ گئی تھی۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر غبر تھیوسانگ  
 اور کیٹی کو ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔

صرف بڑا خوش تھا کہ تھیوسانگ گرفتار ہو گیا اور اس کو جوابی حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ حالانکہ ایسی بات نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے آنکھ مار کر اپنے دوستوں کو بتا دیا تھا کہ انہیں یہاں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے چپ چاپ گرفتار ہو جانا چاہیے۔

پولیس غبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی کو پکڑ کر تھامے میں لے آئی۔ یہاں آکر انہیں پتہ چلا کہ کیٹی کو پولیس نے پہچان لیا ہے کہ وہ قتل کر کے بھاگی تھی چنانچہ انسپکٹر نے کیٹی کو فوراً زنجیر ڈال کر دوسری جگہ قید خانے میں ڈال دیا۔ غبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کو حوالات میں ہی بند کر دیا۔ غبر بولا۔

”میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمیں ہوٹل میں اس بک بک سے پیچھا چھڑانا چاہیے تھا۔ اب یہ لوگ کیٹی کو لے گئے ہیں۔“

تھیوسانگ مسکرایا۔

”غبر! یہ تم کہہ رہے ہو جس کے پاس ہم سب سے زیادہ طاقت ہے۔“

غبر بولا۔

”تھیوسانگ بھائی! میرے پاس طاقت ضرور ہے مگر

یہ ماڈرن زمانہ ہے میں آپ سب لوگوں کو کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

جولی سانگ نے کہا۔

”مگر ہم پر مصیبت تو پڑ چکی ہے۔ اب کیٹی کو بھی یہاں سے نکالنا ہوگا۔“

عنبر بولا۔

”ابھی سب کو چھڑاتا ہوں۔ تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر حملے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“

یہ کہہ کر عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں اپنی ہتھکڑی توڑ ڈالی۔ اس کے ساتھ ہی تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی اپنی خلائی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے اپنی اپنی لوہے کی ہتھکڑیاں توڑ ڈالیں۔ تھیو سانگ نے بلند آواز میں کہا۔

”حملہ شروع کر دو عنبر!“

عنبر نے آگے بڑھ کر حوالات کے لوہے کی سلاخوں والے دروازے کو زور سے مکا مارا۔ دروازہ اکھڑ کر سامنے جاگرا۔ باہر کھڑا سپاہی ہکا بکا ہو کر انہیں تنکنا رہ گیا۔ پھر اس نے راتقل سے فائر کر دیا۔ گولی جولی سانگ کے سینے میں لگی مگر زخم فوراً مل گیا۔ جولی سانگ نے



آگے بڑھ کر فرانسیسی سپاہی کے ہاتھ سے رائفل چھین کر اس کے دو ٹکڑے کر دئے۔ تینوں حوالات سے نکل آئے۔ گولی کی آواز سن کر تھانے کے سارے سپاہی ادھر آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں شین گنیں تھیں۔

انہوں نے آتے ہی عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاؤں کے پاس فرش پر فارنگ کی۔ عنبر نے ایک سپاہی کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور لکڑی کی گیلی کی طرح دوسرے سپاہیوں پر دے مارا۔ تھیوسانگ نے باری باری چار پانچ سپاہیوں کی گردنوں سے انگلی لگا کر چوہے جتنا بنا دیا۔ پولیس انسپکٹر گھبرایا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں پستول تھا اس نے آتے ہی فائر کر دیا۔ اب گولی عنبر کو لگی مگر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر گولی نیچے گر پڑی۔ تھانے میں افراتفری مچ گئی۔ پانچوں ننھے ننھے سپاہی ادھر ادھر گھبرائے ہوئے چوہوں کی طرح پھدک رہے تھے۔ تھیوسانگ نے پولیس انسپکٹر کو بھی گردن سے انگلی لگا کر ننھا سا بنا دیا۔ جولی سانگ نے سپاہیوں کی شین گنیں توڑ ڈالیں۔ عنبر نے کہا۔

”نیچے دوسرے قید خانے میں جاؤ۔ کیٹی وہاں

ہوگی۔“

وہ بھاگ کر دوسرے قید خانے میں آگئے۔ وہاں کیٹی پہلے ہی اپنی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو چکی تھی۔ غبر نے ایک ہاتھ مارا اور لوہے کی سلاخوں والا دروازہ نیچے گرا دیا۔ ایک مدت بعد غبر کو اپنی طاقت استعمال کر کے خوشی ہو رہی تھی۔ کیٹی قید خانے سے باہر آگئی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

”یہاں سے باہر نکل چلو۔“

تھانے کے باہر ایک ویگن کھڑی تھی۔ چاروں دوست ویگن میں بیٹھ گئے۔ غبر نے اسے شارٹ کیا اور تھانے سے نکل گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

”یہاں سے سیدھے مکار صراف کے پاس چلو۔ غبر ہمیں اس سے سونے کا تاریخی لاکٹ لینا ہے۔“

غبر نے ویگن کو صراف بازار کی طرف ڈال دیا۔ دس منٹ کے اندر اندر صراف کی دوکان کے باہر ویگن روک دی۔ صراف اپنی دوکان میں بڑا خوش خوش بیٹھا تھا۔ کہ اس نے ڈاکوؤں کو پولیس کے ہاتھوں گرفتار کروایا۔ مگر جوہنی اپنے سامنے ایک بار پھر تھیوسانگ غبر جولی سانگ اور کیٹی کو دیکھا تو خوف سے کانپنے لگا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

”بدبخت عیار! اس بار ہم تیرے بیٹے کو بھی سبق سکھائیں گے۔“

صراف کا بیٹا قریب ہی بیٹھا تھا۔ وہ اٹھ کر بھاگنے لگا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن پر انگلی رکھ دی۔ صراف کا بیٹا مائیکل اسی وقت ننھا سا چوہا بن گیا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے صراف سے کہا۔

”اب ہمارے ساتھ اس جگہ چلو۔ جہاں تم نے سونے کا لاکٹ رکھا ہوا ہے۔ اب اگر تم نے ہم سے دھوکا کیا تو سب سے پہلے تو میں تمہارے بیٹے مائیکل کی گردن مروڑوں گا اور پھر تمہارا بھی سر چل ڈالوں گا۔“

صراف نے ہاتھ جوڑ دیے اور بولا۔  
 ”میرے بچے کو کچھ نہ کہنا۔ میں تمہیں ابھی لاکٹ دے دیتا ہوں۔“

اور صراف نے لوہے کی الماری کے نیچے سے سنہری لاکٹ نکال کر تھیوسانگ کے حوالے کر دیا۔ تھیوسانگ نے لاکٹ کو غور سے دیکھا پھر غبر جولی سانگ اور کیٹی کو دکھایا۔ کیٹی نے کہا۔

”تھیوسانگ! یہ لاکٹ اصلی ہے یا نقلی؟ اس کا



فیصلہ تو قبرستان میں سائنس دان کی روح ہی کر سکتی ہے۔“

غبر بولا۔ ”تو چلو قبرستان چلتے ہیں۔“

یہ باتیں وہ اپنی خاص زبان میں کر رہے تھے۔ جو صراف کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ تھیوساگ نے صراف کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

”عیار آدمی! ہم سنہری لاکٹ لئے جارہے ہیں تمہارا بیٹا بھی ہمارے ساتھ ہی جائے گا۔ اگر لاکٹ درست ہوا تو تمہارے بیٹے کو چھوڑ دیا جائے گا۔“

صراف کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ غبر نے اسے آہستہ سے پیچھے دھکیل دیا۔ غبر کا آہستہ سے پیچھے دھکیلتا ہی کافی تھا۔ غبر کی طاقت بے پناہ تھی۔ صراف پیچھے الماری کے ساتھ زور سے کلرا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

جولی سائگ بولی۔

”اب جلدی سے قبرستان پہنچنا چاہیے۔“

وہ سارے دوست و یگان میں بیٹھے اور قبرستان کی طرف بھاگ گئے و یگان پوری رفتار سے شہر کی سڑکوں پر بھاگی جارہی تھی۔ کئی جگہ ان کا حادثہ ہوتے ہوئے بچا۔ مگر غبر نے گاڑی کی رفتار کم نہ کی۔ آسمان پر بادل صبح

ہی سے چھا رہے تھے۔ اور اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ جس وقت وہ قبرستان پہنچے تو بارش شروع ہو چکی تھی۔ مگر غبر ناگ، ماریا، جولی ساگ اور کیٹی تھیوساگ کو بارش نے بھی کبھی پریشان نہ کیا تھا۔ وہ اگر سارا دن بھی بارش میں بھینگتے رہتے تو بارش کے رکتے ہی ان کے کپڑے سوکھ جاتے تھے۔ کیونکہ جو طاقت ان سب کو ملی ہوئی تھی اس کی گرمی بھی تھی جو ان کے خون میں شامل ہو گئی تھی۔

وہ سیدھے سائنس دان کی بھکتی روح والی قبر پر آگئے۔ اب جولی ساگ نے قبر میں جھک کر دیکھا تو اسے یہودی رابی جس نے ناگ کو قید کیا تھا اوندھے منہ قبر میں بے ہوش پڑا نظر آیا۔ غبر کیٹی اور تھیوساگ نے بھی یہودی کو دیکھا۔

جولی ساگ نے بھکتی روح کو مخاطب کر کے پوچھا۔  
 ”سائنس دان کیلاز کی روح! کیا تو میری آواز سن رہی ہے۔“

بھکتی روح نے جواب دیا۔

”ہاں میں سن رہی ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم لوگ میری بیوی کا سنہری لاکٹ لے آئے

ہو یہ وہ یودی ہے جس نے ٹاگ پر طلسم کیا تھا اب یہ  
اس قبر میں ایک ماہ تک بے ہوش پڑا رہے گا۔  
جولی سانگ نے تھیوسانگ سے سنہری لاکٹ لے کر  
قبر کے اندر سائنس دان کی کھوپڑی کے پاس رکھ دیا۔  
اس کے ساتھ ہی بھٹکتی روح کے گہرا سانس لینے کی آواز  
آئی۔ روح نے کہا۔

”میرے دوستو! تم لوگوں نے میرے لئے وہ کام  
کیا ہے جو اب تک کوئی نہیں کر سکا تھا۔ میں تمہارا شکریہ  
ادا کرتا ہوں اب میں سنہری لاکٹ لے کر واپس اپنی  
بیوی کی روح کے پاس جا رہا ہوں۔ میرے بھٹکتے پھرنے  
کے دن ختم ہو گئے۔“  
کیٹی نے کہا۔

”اپنی بیوی کی روح کو ہمارا سلام کہنا۔“

بھٹکتی روح کی آواز آئی۔

”میری طرف سے میری بیوی کا سلام بھی قبول کرو

میں جا رہا ہوں۔“

اس کے ساتھ ہی قبر میں سے ایک شعلہ سا بلند  
ہوا اور آسمان کی طرف جا کر غائب ہو گیا۔



## پراسرار تعویذ

تھیوسانگ غبر کیٹی اور جولی سانگ بڑے خوش تھے۔

تھیوسانگ بولا۔  
 ”ہم نے ایک جھٹکی روح کو اس کی بیوی کی روح کے پاس پہنچا دیا یہ بڑا اچھا کام ہوا ہے۔“  
 کیٹی بولی۔

”اب یہ لالچی یہودی ایک مینے تک اسی قبر میں بند رہے گا۔“

جولی سانگ نے کہا۔

”اب ہمیں اس شہر سے نکل جانا چاہیے کیونکہ ناگ کے بارے میں سائنس دان کی روح نے ہمیں بتا دیا ہے کہ وہ تین ہزار سال پہچے قدیم فرعونوں کے زمانے میں پہنچ گیا ہے۔“

غبر بولا۔

”مگر ماریا کا ہمیں ابھی تک کچھ علم نہیں ہے۔  
ہمیں ماریا کو یہاں رہ کر تلاش کرنا ہوگا۔“  
تھیوسانگ کہنے لگا۔

”ماریا! پاکستان کے شہر ٹیکسلا کے عجائب گھر والے  
باغ سے غائب ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں واپس  
ٹیکسلا جا کر اسی جگہ اس کا سراغ لگانے کی کوشش کرنی  
چاہیے۔ یہاں ہم شاید ماریا کو حاصل نہ کر سکیں گے۔“

جولی سائٹ کیٹی اور غبر کو بھی تھیوسانگ کی یہ  
تجویز پسند آئی۔ غبر بولا۔

”ٹھیک ہے ہم آج ہی ہوائی جہاز میں پاکستان کے  
لئے چار سیٹیں بک کروا لیتے ہیں۔“  
کیٹی بولی۔

”مگر یہاں کی پولیس ہماری تلاش میں ہے۔ وہ  
ایئرپورٹ پر بھی پہنچ جائے گی۔“  
غبر بولا۔

”پولیس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ ہم ان سب  
کو بھگادیں گے۔“  
تھیوسانگ کہنے لگا۔

”وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کا نقصان ضرور ہوگا کہ  
ایئر پورٹ پر افراط فری مچ جائے گی۔ ہو سکتا ہے یہاں کی  
فوج بھی آجائے اور پھر ہوائی جہاز کی پرواز بھی ملتوی  
ہو سکتی ہے یوں ہم پاکستان نہ جاسکیں گے۔“  
جولی سانگ کچھ سوچ کر بولی۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں بھییں بدل کر یہاں سے  
نکلنا چاہیے۔“  
غبر اور تھو سانگ مسکرائے۔ کیٹی بولی۔

”جولی سانگ ٹھیک کہہ رہی ہے ہمیں بھییں بدل  
کر نکلنا ہوتا۔ اس طرح سے ہم آسانی سے فرار ہونے  
میں کامیاب ہو جائیں گے۔ شور بھی نہیں مچے گا۔ اور ہم  
یہاں سے پرواز بھی کر جائیں گے۔“

غبر نے پوچھا۔

”لیکن ہم کیا بھییں بدلیں گے؟“

کیٹی نے کہا۔

”ہم ڈسکو گانے والے بن جاتے ہیں۔“

یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ وہ قبرستان سے نکل کر  
سیدھے شہر کے ایک بڑے سٹور میں گئے۔ روپے ان  
کے پاس کافی تھے۔ انہوں نے وہاں سے ڈسکو بوائے کے



کپڑے اور گٹاریں خریدیں اور ہوٹل میں آکر بھیس بدل لیا۔ سب نے چہرے پر چھوٹی چھوٹی داڑھیاں لگالیں۔ سروں پر گولڈن بالوں والی وگیاں جمالیں۔ تنگ پتلونیں اور نیلی سنہری جیکٹیں پہن لیں۔ ہاتھوں میں گٹاریں پکڑ لیں۔ اور جب غبر تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ اس بھیس ہوٹل سے باہر نکلے تو وہ یورپ کے گانے والے ڈسکو شذر لگ رہے تھے۔ کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ یہ غبر تھیوسانگ وغیرہ ہیں۔ کیٹی اور جولی سانگ نے بھی ڈسکو بوائز کا بھیس بدل رکھا تھا۔

ہوٹل سے نکل کر وہ سیدھے ایئر پورٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر اچانک غبر رک گیا۔ اس نے کہا۔ ”ایک بات تو ہم بھول ہی گئے ہیں۔ یہاں تو ٹکٹ لینے کے لئے پاسپورٹ دکھانا پڑے گا اور پاسپورٹ ہم میں سے کسی کی پاس نہیں ہے۔“

تھیوسانگ نے بے زاری سے سر جھٹک کر کہا۔ ”اس ماڈرن زمانے میں پاسپورٹ کی بھی ایک مصیبت ہے یہ کیسا زمانہ ہے۔“

کیٹی اور جولی سانگ بھی ناامید سی ہو کر کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

عبر بولا۔

”ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔“

ایئر پورٹ پر پولیس گشت لگا رہی تھی مگر ابھی تک پولیس نے عبر تھیوسانگ اور جولی سانگ اور کیٹی میں سے کسی کو نہیں پہچانا تھا۔ سب انہیں ڈسکو سٹرز ہی سمجھ رہے تھے۔ چاروں لاؤنج کی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ کیا کرنا چاہیے۔ پاسپورٹ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عبر نے کہا۔

”صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ تھیوسانگ باری باری ہم سب کو چھوٹا چھوٹا بنا دے اور ہم کسی نہ کسی طرح جہاز میں سوار ہونے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد تھیوسانگ خود بھی چھوٹا بن کر جہاز پر آجائے۔“

تھیوسانگ بولا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ ابھی جہاز اڑنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ یہ جہاز قاہرہ اور دوبئی سے ہوتا ہوا پاکستان پہنچے گا۔ تم لوگ میرے ساتھ اس طرف آجاؤ جدھر ہوائی اڈے کا جنگلہ ہے۔ کیونکہ وہاں سے تم لوگ جہاز پر سوار ہونے کی کوشش کر سکتے ہو۔“

سب اٹھ کر ہوائی اڈے کی دوسری طرف آگئے۔

جہاں ان کے سامنے لوہے کا جنگلہ لگا ہوا تھا۔ یہاں سے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لوہے کی جالی والی دیوار اوپر تک چلی گئی تھی۔ کیٹی نے کہا۔  
 ”ہم چھوٹے بن کر جالی کے سوراخوں میں سے دوسری طرف نکل سکتے ہیں۔“  
 تھیوسانگ نے کہا۔

”وہ دور ایئر فرانس کا جہاز کھڑا ہے۔ اس پر سامان لادا جا رہا ہے۔ تم لوگ سامان والے بڑک پر چڑھ کر سامان کے ساتھ ہی جہاز میں سوار ہو جانا۔ میں یہاں پون گھنٹہ تمہارا انتظار کروں گا۔ تم لوگ اتنی دیر میں واپس میرے پاس نہ آئے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ تم جہاز پر سوار ہو گئے ہو۔ پھر میں بھی اپنے آپ کو چھوٹا بنا کر تمہارے پاس جہاز میں آ جاؤں گا۔“  
 غبر جولی سانگ اور کیٹی نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے۔

غبر نے کہا

”اب تم ہمیں چھوٹا بنادو۔ جہاز ہم دیکھ رہے ہیں ہم اس کی طرف تھوڑا تھوڑا وقفہ ڈال کر جائیں گے۔“  
 تھیوسانگ نے غبر جولی سانگ اور کیٹی کی گردنوں



پا انگلی لگا کر باری باری تینوں کو بالکل ننھا سا بنادیا۔ یہ اتنے چھوٹے ہو گئے تھے کہ آسانی سے دیکھے نہیں جاسکتے تھے۔ تھیوسانگ نے جھک کر عنبر سے کہا۔

”عنبر! پہلے تم جہاز کی طرف جاؤ۔“

عنبر بالکل انسانی انگلی جتنا بن چکا تھا۔ وہ جالی کی دیوار کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے دو منٹ بعد جولی سانگ اور دو منٹ بعد کیٹی بھی جالی دار دیوار کے سوراخ میں سے نکل کر جہاز کی طرف چل پڑی۔ آگے آگے عنبر تھا پیچھے جولی سانگ اور اس کے پیچھے کیٹی تھی۔ تینوں انگلی جتنے سائز کے تھے اور چلتے چلتے رن وے پر پہنچ گئے۔ جہاز سامنے کھڑا تھا جہاز اب انہیں بہت بڑا لگ رہا تھا۔

عنبر نے دیکھا کہ جہاز کے نیچے ایک ٹرک کھڑا ہے جس میں سے سامان نکال نکال کر جہاز میں بھرا جا رہا تھا۔ عنبر اتنا چھوٹا تھا کہ وہاں وہ کسی کی نظر میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ کھسکتا ہوا ٹرک کے پیچھے آگیا۔ پھر ایک سوٹ کیس پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ سوٹ کیس دوسرے سامان کے ساتھ جہاز کے اندر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد جولی سانگ اور کیٹی بھی سامان کے ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح

جہاز کے سامان والے خانے میں پہنچ گئی۔

ٹھیک آدھ پون گھنٹے بعد تھیوسانگ نے بھی اپنی گردن پر اپنی انگلی لگائی اور چھوٹا بن کر جالی کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل کر جہاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت تھیوسانگ جہاز کے قریب پہنچا تو جہاز پر سامان لادا جا چکا تھا۔ اور ٹرک بھی چلا گیا تھا۔ جہاز کے سامان والے خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ تھیوسانگ ایک طرف رک گیا۔ سوچنے لگا اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے یقین تھا کہ عبرتیں اور جولی سانگ جہاز کے سامان والے خانے میں پہنچ گئے ہوں گے۔

مگر اب وہ اس خانے میں نہیں جاسکتا تھا۔ اب ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس سیڑھی پر سے گزر کر جہاز میں سوار ہو جس پر سے دوسرے مسافر قطار کی شکل میں جہاز پر سوار ہو رہے تھے یہ کام آسان نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو دیکھا جاسکتا تھا۔ وہ کیا کرے؟ وقت بھی کم تھا۔ جہاز کے پرواز کرنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

تھیوسانگ کا سائنسی خلائی دماغ بڑی تیزی سے کوئی اسکیم سوچ رہا تھا۔ آخر اسے سب سے آخر میں قطار

میں ایک موٹی انگریز عورت کھڑی نظر آئی۔ اس عورت نے زمین پر ایک بھاری تھیلا رکھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ کسی طرح سے اس عورت کے تھیلے میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ وہ تیزی سے چلتا ہوا عورت کے پیچھے نکل آیا۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا جو پیچھے سے اسے دیکھتا۔ مسافروں کی توجہ جہاز کی سیڑھی کی طرف تھی۔

تھیوسانگ بھی اتنا چھوچا تھا کہ آسانی سے کوئی اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ تھیوسانگ کی خوش قسمتی سے تھیلے کا منہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ تھیوسانگ تھیلے میں داخل ہو گیا۔ تھیلے میں کتابیں اور کچھ ریشمی کپڑے بھرے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ ریشمی کپڑوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں عورت نے تھیلا اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ تھیوسانگ بھی اس عورت کے ساتھ جہاز میں سوار ہو گیا۔ عورت نے تھیلا سامان والی جگہ میں رکھنے کی بجائے اپنے سامنے دوسری سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ تھیوسانگ بڑا مطمئن تھا کہ کیٹی جولی سانگ اور غبر کے ساتھ وہ بھی جہاز میں سوار ہو گیا ہے اور اب وہ پاکستان پہنچ جائے گا۔



تھوڑی دیر بعد جہاز فضا میں پرواز کر گیا۔ انگریز عورت بھی اطمینان سے اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔ اب اس نے تھیلے میں سے پڑھنے کے لئے کوئی کتاب نکالنے کے لئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا تو تھیو ساگ جلدی سے ریشمی کپڑوں میں ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ عورت کے گورے گورے ہاتھ کو تھیلے کے اندر کتاب ٹٹولتے دیکھ رہا تھا۔ عورت نے ایک کتاب تھیلے سے باہر نکالی اور اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ تھیو ساگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ جہاز اپنی منزل کی طرف پرواز کر رہا تھا۔

جہاز کے نیچے سامان والے خانے میں غبر جولی ساگ اور کیٹی بھی بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ انہیں بھی انتظار تھا کہ جہاز کب پاکستان پہنچا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

”تھیو ساگ بھی ضرور جہاز پر سوار ہو گیا ہو گا۔ مگر اسے اس طرف آنا چاہیے تھا۔“  
غبر نے کہا۔

”تھیو ساگ کو سب سے آخر میں آنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے آنے تک سامان لادا جا چکا ہو۔ اور اسے دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز کے اندر جانا پڑ گیا

ہو۔“

جولی سانگ بولی۔

”خدا کرے کہ وہ سوار ہو گیا ہو۔“

غبر کہنے لگا۔

”اگر نہ بھی سوار ہوا ہوگا تو دوسرے جہاز میں

آجائے گا یہ جگہ چونکہ ہوا بند یعنی ایئر ٹائٹ ہے اس لئے

یہاں سے نہ ہماری خوشبو تھیو سانگ تک جا رہی ہے نہ

اس کی خوشبو ہمارے تک آرہی ہے۔ اب تو اگلے

ایئر پورٹ یعنی قاہرہ پہنچ کر ہی پتہ چلے گا کہ تھیو سانگ

اس جہاز میں موجود ہے کہ نہیں۔“

کیٹی نے کہا۔

”وہ ضرور جہاز میں ہی ہوگا۔“

ادھر جہاز کے سامان والے خانے میں کیٹی جولی

سانگ اور غبر باتیں کر رہے تھے اور دوسری طرف جہاز

کے اندر انگریز عورت کے تھیلے میں چھپا تھیو سانگ خاموش

بیٹھا تھا۔ جہاز قاہرہ کے ایئر پورٹ پر اترا تو سامان

والے خانے کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ہوا کا دباؤ ختم ہو گیا

اور اس کے ساتھ ہی کیٹی غبرا اور جولی سانگ کو

تھیو سانگ کی خوشبو اور تھیو سانگ کو اپنے ساتھیوں کی

خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔ اس طرح سے وہ سب اپنی اپنی جگہ مطمئن ہو گئے۔

قاہرہ جہاز تھوڑی دیر رکا اور پھر آگے دوہئی کی طرف چل پڑا۔ دوہئی میں بھی جہاز نے مختصر قیام کرنے کے بعد پاکستان کے لئے پرواز شروع کر دی۔ رات کے دس بج رہے تھے جب جہاز کراچی کے ایئرپورٹ پر اتر گیا۔ سامان کے ساتھ ہی کیٹی غبر اور جولی سانگ ایئرپورٹ سے باہر ایک طرف اندھیرے میں کھڑے ہو گئے۔

اب انہیں اپنے ساتھ تھیوسانگ کا انتظار تھا۔ تھیوسانگ کی خوشبو انہیں برابر آ رہی تھی۔ جب تک تھیوسانگ آکر ان کی گردنوں پر اپنی اگلی نہیں لگاتا وہ بڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ دوسری طرف تھیوسانگ کو بھی کیٹی اور جولی سانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ تھیوسانگ ابھی تک انگریز عورت کے تھیلے میں ہی تھا۔ انگریز عورت تھیلہ کاندھے پر ڈال کر جہاز سے اتر کر نیچے انٹرمیشنل لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ کیونکہ اسے کراچی نہیں اترنا تھا بلکہ آگے جاپان جانا تھا۔ تھیوسانگ نے تھیلے میں سے ننھی سی گردن نکال کر دیکھا انگریز عورت اس کے بالکل



پاس بیٹھی تھی۔ یہاں سے اگر وہ باہر نکلتا ہے تو انگریز عورت اسے دیکھ سکتی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔

اس نے تھیلے میں سے نکل کر اپنی انگلی انگریز عورت کی پنڈلی پر زور سے رگڑی۔ انگریز عورت اپنی ٹانگ کھجانے لگی۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ منہ سی بن گئی۔ فوراً تھیوسانگ نے اپنی گردن پر اپنی انگلی لگائی اور وہ پورے قد کا آدمی بن گیا۔ وہ جلدی سے عورت کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور انگریز عورت جو شور مچانے لگی تھی اس کو اٹھا کر تھیلے میں ڈال دیا اور تھیلے کا منہ بند کر دیا۔ اتفاق سے وہاں ارد گرد کوئی دوسرا مسافر نہیں بیٹھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ انگریز عورت کو اس حالت میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا وہ تھیلے لے کر اٹھا اور مردوں کے ہاتھ روم میں داخل ہو گیا۔ ہاتھ روم خالی پڑا تھا۔ تھیوسانگ نے تھیلے میں سے انگریز عورت کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ انگریز عورت خوف زدہ آواز میں انگریزی چیخ و پکار کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ اور وہ رو رہی تھی۔

تھیوسانگ نے اس کے کان کے قریب منہ لے جا

کر کہا۔

”میڈم! میں ابھی تمہیں پھر سے بڑا کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ جب تک میں ہاتھ روم سے نکل نہیں جاتا تم اسی جگہ رہو گی اور کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی۔ تمہیں میری یہ شرط منظور ہے

انگریز عورت کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ کہنے لگی۔“

”مجھے منظور ہے پلیز! مجھے پھر سے بڑا کر دو بھائی“

تھیوسانگ نے آہستہ سے انگریز عورت کو فرش پر بٹھا دیا اور پھر اس کی گردن پر اپنی انگلی لگادی۔ انگلی کے لگتے ہی انگریز عورت پھر سے بڑی ہو گئی۔ وہ پریشان ہو کر اپنے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ تھیوسانگ نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”میڈم! تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں؟ میں جا رہا

ہوں اور تم کچھ دیر اس جگہ کھڑی رہو گی اور میرے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی۔

انگریز عورت ککی بکی ہو چکی تھی۔ خوف کے مارے

اس کے منہ سے کوئی بات نہیں نکل رہی تھی۔ وہ بار بار اپنے جسم کو بکتی کہ کیا واقعی میں اتنی چھوٹی ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ اسے حیران پریشان چھوڑ کر ہاتھ روم سے

نکل گیا۔ باہر آتے ہی وہ اس طرف چلا جدھر سے اسے  
غبر اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ بہت جلد ہی وہ  
ان کے پاس پہنچ گیا۔ سب کراچی پہنچنے پر بڑے خوش  
ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

”اب ہم ریل گاڑی کے ذریعے لاہور پہنچیں گے  
ہوائی جہاز میں بڑی مصیبت ہوتی ہے۔“

تھیو سانگ نے ان تینوں کو پھر سے پورے قد کا  
بڑا کر دیا تھا۔ غبر نے کہا

”اب تو ہمیں پاسپورٹ دکھانے کی ضرورت نہیں  
ہوگی۔ ہم بڑی آسانی سے کراچی سے لاہور تک ہوائی  
جہاز میں سفر کر سکتے ہیں۔“

تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی یہی کہا کہ ہمیں  
ہوائی جہاز میں ہی سفر کرنا چاہیے۔ غبر بولا۔

”لاہور تو جہاز رات کے بارہ بجے پرواز کرے  
گا۔ ہم اسی جہاز میں سیٹیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے  
ہیں۔“

اور وہ چاروں ساتھی اور دوست ایئر پورٹ پر  
جہاز کے دفتر کی طرف آگئے معلوم ہوا کہ دفتر بند ہے  
اور انہیں لاہور کی لئے سیٹیں لینے کے واسطے دوسرے



دن پی آئی اے کے شہر والے آفس جانا ہوگا۔ کیٹی بولی۔

”میرا خیال ہے باقی رات ہم یہیں ایئر پورٹ پر ہی گزارتے ہیں۔ انہیں شہر جانے کی جلدی بھی نہیں تھی چنانچہ وہ ایئر پورٹ کے لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے۔ ساری رات انہوں نے کراچی ایئر پورٹ کے لاؤنج میں گزار دی۔ دوسرے دن وہ لاہور جانے کی بجائے اسلام آباد جانے والے جہاز میں سوار ہو گئے۔ کیونکہ وہ ٹیکسلا جا کر ایک بار پھر ماریا کا سراغ لگانا چاہتے تھے۔ کراچی میں ہی انہوں نے اپنے ڈسکو بوائز والے کپڑے تبدیل کر لئے تھے اور عام لباس پہن لیا تھا۔

اسلام آباد انہوں نے ایک ہوٹل میں دو کمرے لے لئے۔ دوپہر کے بعد عنبر تھیو سائنگ جولی سائنگ اور کیٹی وہاں سے ٹیکسلا آگئے سب سے پہلے وہ ٹیکسلا کے عجائب گھر میں آئے۔ کیونکہ اسی جگہ سے ماریا غائب ہوئی تھی۔ عجائب گھر میں ایسی کوئی نشانی نہیں تھی جس سے انہیں ماریا کا کچھ سراغ ملتا۔ پھر بھی وہ عجائب گھر میں پھرتے رہے۔ اسی عجائب گھر میں اس یم راج کا بت بھی تھا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ ماتھے پر زخم کا نشان

تھا اور جس نے ماریا کو اغوا کر کے دو ہزار برس پیچھے کے زمانے میں پہنچا دیا تھا۔ مگر عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی میں سے کسی کو اس بت پر شک نہ ہوا۔ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا ہوگا کہ یہی وہ ایم راج تھا جو دلہنوں کو اغوا کر کے انہیں پتھر بنا کر جنگل میں یا کسی چٹان کے پاس لٹا دیتا تھا۔ ماریا کو بھی اس نے دو ہزار برس پیچھے لے جا کر ایک شیش محل کے باغ میں لٹا کر پتھر بنا دیا تھا۔ عجیب گھر سے نکل کر تھیوسانگ عنبر وغیرہ اس کے باغ میں آئے تو انہوں نے باغ کے کونے میں ایک عورت کا ایسا بت زمین پر لیٹا ہوا دیکھا جس نے دلہنوں والے کپڑے اور زیور پہن رکھے تھے۔ یہ سارے کپڑے اور زیور بھی پتھر ہی کے تھے۔ جولی سانگ نے اس دلہن کے بت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک دلہن کا بت میں نے پہلی بار دیکھا ہے“  
کیٹی نے ہنس کر کہا۔

”میرا خیال ہے کسی جادوگر کو اس کی بیوی نے تنگ کیا ہوگا۔ اور اس نے اسے پتھر بنا دیا۔“  
تھیوسانگ اور عنبر بھی دلہن کے بت کو دیکھنے لگے۔ تھیوسانگ نے جھک کر دلہن کے بت کے بازو پر

ہاتھ رکھا اور جیسے کچھ غور کرنے لگا۔ غبر نے پوچھا۔  
 ”تھیوسانگ! کیا تم اس پتھر کے دل کی دھڑکن  
 سننے کی کوشش کر رہے ہو؟“

غبر نے مذاق کیا تھا مگر تھیوسانگ بولا۔  
 ”تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ لیکن یقین کرو اس پتھر  
 کی دلہن کا دل دھڑک رہا ہے۔“  
 ”سننا تھا کہ جولی سانگ، کیٹی سانگ اور غبر  
 چونک پڑے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پتھر کے بت کا  
 دل دھڑک رہا ہو۔ غبر نے کہا۔  
 ”تھیوسانگ! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟“  
 کیٹی نے کہا۔

”تھیوسانگ کو اپنے دل کی دھڑکن محسوس ہو رہی  
 ہوگی۔“

جولی سانگ نے جھک کر پتھر کی دلہن کے سینے پر  
 ہاتھ رکھ دیا۔ جولی سانگ خلائی مخلوق تھی اور تھیوسانگ  
 کی بہن تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر تھیوسانگ نے ایسا کہا  
 ہے تو اس میں جھوٹ کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی۔ جولی  
 سانگ نے محسوس کیا کہ پتھر کی دلہن کا دل بہت دھیمی  
 دھیمی آواز میں دھڑک رہا تھا۔



جولی سانگ نے غبر کی طرف دیکھ کر کہا۔  
 ”غبر پتھر کی دلہن کا دل دھڑک رہا ہے۔ اگرچہ

یہ دھڑکن بت دہی ہے۔“

اب غبر اور کیٹی نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پتھر کی  
 دلہن کے سینے پر رکھے اور انہیں پتھر کے اندر سے دل  
 کی آہستہ آہستہ دھڑکن محسوس ہوئی۔ اب تو وہ چاروں  
 وہیں پتھر کی دلہن کے پاس گھاس پر بیٹھ گئے۔ اپنی طرف  
 سے وہ یوں بیٹھ گئے۔ جیسے تھک گئے ہوں۔ اور ذرا  
 آرام کے لئے وہاں بیٹھ گئے ہوں۔ غبر نے تھیوسانگ کی  
 طرف دیکھا اور کہا ”تھیوسانگ! تم اس سے کیا نتیجہ  
 نکالتے ہو؟“

تھیوسانگ نے اپنا ہاتھ دوبارہ پتھر کی دلہن کے بازو  
 پر رکھ دیا اور بولا۔

”میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔“

جولی سانگ کہنے لگی۔

”پر میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ بت پتھر میں  
 سے نہیں تراشا گیا بلکہ زندہ عورت کو کسی طلسم سے پتھر  
 بنادیا گیا ہے۔“

غبر نے مسکرا کر کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی انسان کو علم کی وجہ سے ایسے پتھر بنایا جائے اور وہ انسان سارا پتھر کا بن جائے مگر اس کا دل دھڑکتا رہے“

تھیوسانگ کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

”عنبر بھائی! کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ آدمی کے سارے جسم پر ظلم کا اثر ہو جائے مگر دل پر اس کا اثر نہ ہو۔ عام طور پر یہ اس انسان کے ساتھ ہوتا ہے جس کا دل کسی کی محبت سے بھرا ہوا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جس وقت اس عورت کو پتھر بنایا گیا۔ اس وقت اس عورت کے دل میں کسی کی محبت کا خیال تھا“

کیٹی کہنے لگی۔

”یہ عورت اس وقت دلمن بنی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کے دل میں اس کے ہونے والے خاوند کا ہی خیال ہو گا۔“

عنبر بولا۔

”عجیب اسرار ہے۔ لیکن تھیوسانگ! اگر اس

عورت کا دل دھڑک رہا ہے تو ضرور یہ اندر سے زندہ ہوگی اور اگر یہ زندہ ہے تو ہم اس سے بات بھی کر سکتے ہیں۔“

تھیوساگ نے لیٹی ہوئی پتھر کی دلہن کی آنکھوں میں  
جھک کر غور سے دیکھا۔ پتھر کی دلہن کی آنکھیں ایسے  
تھیں۔ جیسے وہ دور کسی کے انتظار میں ہوں۔ کسی کی راہ  
دیکھ رہی ہوں۔ تھیوساگ بولا

”یہ دلہن پتھر بننے وقت کسی کی راہ تک رہی  
تھی۔ اس کی آنکھیں ایک طرف لگی ہوئی ہیں۔“  
جولی ساگ بولی۔

”اس کی آنکھوں میں حسرت ہے۔ اداسی ہے دکھ  
اور غم ہے۔“  
کیٹی نے کہا۔

”اس غم‘ دکھ اور اداسی کی وجہ یہ ہے کہ اس  
عورت کو اس کی مرضی کے خلاف زبردستی جادو کے  
ذریعے پتھر کے بت میں بدل دیا گیا ہے یہ دلہن تو اپنے  
ساجن کے گھر جانے والی تھی۔ کہ کسی ظالم جادوگر نے  
اس کی خوشیوں کو آگ لگا دی۔ آخر اس جادوگر کو بھی  
کیا ملا؟“

دلہن تو پتھر بن گئی۔ جولی ساگ بولی۔  
تھیوساگ ابھی تک کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس  
نے آہستہ سے کہا۔



”مجھے اس پتھر کی دلہن کی آنکھیں بھی زندہ لگتی ہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں غبر نے غور سے پتھر کی دلہن کی آنکھوں کو دیکھا۔ کہنے لگا۔ ”تم ٹھیک کہتے ہو تھیوساٹنگ! یہ آنکھیں بات کرنا چاہتی ہیں۔“

جولی ساٹنگ اور کیٹی نے بھی پتھر کی دلہن کی آنکھوں کو جھک کر دیکھا کیٹی کہنے لگی۔  
”تھیوساٹنگ! اس معے کو حل کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے ہمیں ماریا کا بھی کچھ سراغ مل جائے۔“

تھیوساٹنگ اب زیادہ توجہ سے پتھر کی دلہن کے بت کو چاروں طرف سے دیکھنے لگا۔ اسے چھوٹا سا ایک تعویذ نظر آیا جو دلہن کی گردن میں پڑا تھا۔ تعویذ اب پتھر بن چکا تھا۔ تھیوساٹنگ نے تعویذ پر انگلی پھیری تو اسے تعویذ کی سطح نرم محسوس ہوئی  
تھیوساٹنگ بولا۔

تعویذ کی سطح نرم ہے غبر میں اس کو کھولنے لگا ہوں۔

غبر نے آس پاس دیکھا۔ وہاں عجائب گھر کے باغ

میں اس وقت کوئی چوکیدار نہیں تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

”تعویذ کو کھولو تھیوسانگ!“

تھیوسانگ نے تعویذ کی پتھریلی مگر نرم سطح کو دبایا تو تعویذ کا ڈھکنا کھل گیا۔ تعویذ کے اندر زرد رنگ کا ایک کاغذ تہہ کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ تھیوسانگ کاغذ نکالنے لگا تو کیٹی نے کہا۔

”دھیان سے تھیوسانگ“

تھیوسانگ نے کاغذ باہر نکال لیا۔ کاغذ بے حد خستہ ہو رہا تھا اسے کھولا گیا تو اس پر سیاہ رنگ کی آڑھی ترچھی لکیریں پڑی تھیں۔ ایک طرف قدیم یونانی زبان میں ایک عبارت لکھی تھی۔



## دلہن کون تھی؟

غبر ناگ ماریا تھیو ساگ اور اس کے ساتھی دنیا کی  
ہر زبان کو پڑھ لیتے تھے۔

غبر نے پڑھا۔ لکھا تھا۔

”شبالی! میں تیرا دریا کنارے والی لال چٹانوں کے

غار میں انتظار کروں گا۔“

بس صرف یہی عبارت لکھی تھی۔ نیچے لکھے والے

کا نام بھی نہیں درج تھا۔ آڑی ترچھی لکیروں میں دریا

کنارے والی لال چٹان دکھائی گئی تھی۔ غبر کہنے لگا۔

”لگتا ہے اس لڑکی کا نام شبالی ہے اور یہ خط اس

کے ہونے والے خاوند نے شادی سے پہلے لکھا ہوگا۔“

کیٹی بولی۔

”مگر اس دلہن نے یہ خط تعویذ بنا کر گلے میں

کیوں ڈال لیا۔“



جولی سانگ نے کہا۔

”ہو سکتا ہے یہ اس پریم بھرے خط کو یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو۔ کیونکہ آخر یہ اس کے محبوب خاوند کا خط تھا۔“  
کیٹی کہنے لگی۔

”یہ سب کچھ اسی علاقے میں ہوا تھا۔ اگرچہ اس واقعہ کو دو اڑھائی ہزار سال گزر گئے ہیں مگر لال چٹانوں کے پاس دریا ابھی تک اسی جگہ بہہ رہا ہے۔“  
جولی سانگ نے کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔  
”تم کہنا کیا چاہتی ہو؟“  
کیٹی بولی۔

”میں چاہتی ہوں کہ لال چٹانوں والی غار میں چل کر دیکھا جائے کہ وہاں اب کیا ہے؟“  
تھیو سانگ بولا۔

”وہاں اب کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ ڈھائی ہزار سال گزر گئے ہیں۔ اب وہاں سوائے مٹی پتھروں کے اور کیا ہوگا۔“

غبر نے کہا۔

”تھیو سانگ بھائی! اگر ڈھائی ہزار سال گزر جانے

پر بھی اس پتھر کی دلہن کا دل دھڑکتا رہ سکتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ غار میں بھی ہمیں کچھ اپنے مطلب کا سراغ مل جائے۔“

جولی ساگ کہنے لگی۔

”ماریا اسی جگہ سے گم ہوئی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ پتھر کی دلہن کے دل کی دھڑکن کی وجہ معلوم کریں۔“  
تھیوساگ نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ ابھی شام نہیں ہوئی۔ چلو دریا والی لال چٹانوں کی طرف چلتے ہیں۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہیں۔“

عبر تھیوساگ جولی ساگ اور کیٹی اسی وقت عجائب گھر سے نکل کر لال چٹانوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ جگہ وہاں سے دو تین میل کے فاصلے پر تھی۔ ایک پرانا دایا جو اب خشک ہو چکا تھا۔ اس دریا میں پانی صرف ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹالے کی طرح سے بہہ رہا تھا۔ خشک دریا کے بائیں طرف لال چٹانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عبر تھیوساگ جولی ساگ اور کیٹی ان چٹانوں میں آگئے۔ تعویذ عبر کے ہاتھ میں تھا۔ اس میں جو نقشہ دیا

گیا تھا غبر اسی کے حساب سے راستہ تلاش کر رہا تھا۔  
نقشے میں ایک جگہ چٹانوں کی دو نوکیں دکھائی گئی تھیں مگر  
یہ دو نوکوں والی چٹانیں انہیں کہیں نظر نہیں آ رہی  
تھیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

”ڈھائی ہزار سال کے عرصے میں آندھیوں اور  
زلزلوں کی وجہ سے چٹانوں کی نوکیں کیسے سلامت رہ سکتی  
ہیں۔ غبر بھائی!“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر پھر ہمیں وہ غار کہاں  
ملے گا جہاں پتھر کی دلہن کو کئے کے لئے کہا گیا تھا۔“

وہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ تھیوسانگ اور غبر نے  
ایک بار پھر خط نما تعویذ کو بڑے غور سے پڑھا اور  
دیکھا۔ اس کے کونے میں ایک جگہ مینے کا نام لکھا ہوا  
تھا۔ غبر نے وہ تاریخ تھیوسانگ کو بتائی اور کہا۔

”تھیوسانگ حساب لگا کر بتاؤ کہ یہ مینے کا کون سا

دن تھا۔“

تھیوسانگ کا خلائی ذہن تاریخ وغیرہ معلوم کرنے  
کے سلسلے میں بالکل کمپیوٹر کی طرح چلتا تھا۔ اس نے  
ایک سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کیں اور بولا۔



”موسم بہار کی چاندنی رات تھی اس روز۔“  
 ”یعنی جس روز پتھر کی دلہن کو اس کے ہونے  
 والے خاوند نے غار میں آنے کے لئے کہا تھا؟“  
 کیٹی نے سوال کیا۔

عبر بولا۔

”بالکل یہی دن ہے۔ آج بھی تو چاند کی گیارہویں  
 ہو سکتا ہے کہ یہ آج ہی کی رات ہو۔ میرا خیال  
 ہے کہ ہمیں آج کی رات اس غار کو تلاش کر کے اسی  
 جگہ رہنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس جگہ سے ماریا  
 کا کوئی سراغ مل جائے۔“  
 تھیوسانگ کہنے لگا۔

”ٹھیک ہے تو پہلے غار تو تلاش کیا جائے۔“  
 انہوں نے ایک بار پھر غار کی تلاش شروع  
 کر دی۔ آخر لال چٹانوں کے درمیان کافی آگے آکر انہیں  
 جنگلی خشک جھاڑیوں کے پیچھے ایک شکاف نظر آیا۔ وہ  
 جلدی سے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ یہ ایک غار کا شکاف ہے۔  
 اندر اندھیرا تھا۔ مگر اس اندھیرے میں بھی انہیں غار میں  
 اترتے بڑے پتھر اور جانوروں کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔  
 تھیوسانگ کہنے لگا۔

”معلوم ہوتا ہے کہ راتوں کو چیتے یا گیدڑ یہاں جانوروں کو شکار کر کے لاتے اور کھاتے تھے۔“  
جولی سانگ نے کہا۔

”چلو غار کے اندر چلتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہی وہ غار ہے۔“

وہ چاروں غار میں داخل ہو گئے۔ غار چھوٹا سا تھا۔ اندر سوائے گرے پڑے تیروں اور بکھری ہوئی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔  
”یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔“  
عبر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی جگہ چھپ کر رات کے دو بجے تک بیٹھے رہنا چاہئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ یہاں کوئی شے ہونے والی ہے۔“

تھیوسانگ نے جولی سانگ اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ عبر کا خیال درست ہے۔

پس انہوں نے وہیں بیٹھ کر رات کا انتظار شروع کر دیا۔ چاندنی رات کو کیا ہونے والا تھا؟ انہیں کچھ

معلوم نہیں تھا۔ بس ان کو یقین تھا کہ چاندنی رات میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ پہلے تو وہ غار کے اندر بیٹھے رہے پھر غار سے باہر نکل آئے اور اس کے سامنے ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔

جب رات ادھی سے زیادہ گزر گئی اور چاند نے بھی مغرب کی طرف ڈھلنا شروع کر دیا تو ان سب کو رات کی خاموش فضا میں ایک عجیب آواز سنائی دی۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں کہ یہ آواز ہم نے سن لی ہے مگر اب بولنا بالکل نہیں ہے۔ خاموش رہنا ہو گا۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے چلتے وقت کسی کے پاؤں کی جھانجھر بول رہی ہو۔ جھانجھر کی پراسرار آواز خشک دریا کی طرف سے لائی چٹانوں کی جانب آ رہی تھی۔ غبر، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی ایک چھوٹی چٹان کے پیچھے خاموش بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھیں اس طرف لگی تھیں جس طرف سے جھانجھر کی آواز آ رہی تھی۔

پھر انہیں مدہم ہوتی پھسکی چاندنی میں ایک انسانی سایہ دکھائی دیا جو زمین سے اوپر اوپر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ اس کے چلنے کے انداز سے جھانجھر کی آواز



پیدا ہوتی تھی۔ یہ انسانی سایہ جب چٹانوں کے قریب آیا تو سب نے دیکھا کہ وہ ایک عورت تھی جس نے دلہنوں والا لباس پہن رکھا تھا۔ اس عورت کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا۔ وہ غار کے پاس آ کر رک گئی۔ پھر اس نے پلٹ کر پیچھے ایک نظر ڈالی اور غار میں داخل ہو گئی۔  
غبر نے سرگوشی کی۔

”تم نے پہچانا اسے؟ یہ وہی دلہن ہے جو پتھر کے بت کی شکل میں عجائب گھر کے باغ میں لیٹی ہے اور جس کے گلے سے ہم نے یہ تعویذ نکالا تھا۔“

تھیوسانگ آہستہ سے بولا۔  
”ہاں! یہ وہی دلہن ہے۔ مگر وہ غار میں کیا کرنے

آئی ہے؟“

کیٹی نے کہا۔

”چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ شاید اس سے ناگ ماریا

کا کچھ پتہ مل سکے۔“

چاروں ساتھی اٹھے اور چٹان کے پتھروں کے ساتھ ساتھ کھسکتے غار میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ غار کے اندر عورت کے آ جانے سے ہلکی ہلکی نیلی روشنی سی ہو گئی ہے۔ دلہن عورت غار کے درمیان دونوں بازو اٹھائے

کھڑی ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں پھولوں کا ہار ہے اور وہ کہہ رہی ہے۔

”کیا تم مجھے لینے نہیں آؤ گے؟ میں سینکڑوں سال سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔“

عزیز، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی چپ کھڑے اس پر اسرار دلہن کو دیکھ رہے تھے۔

پراسرار دلہن نے دونوں بازو نیچے کر لئے۔ سر کو جھٹک کر اپنے بالوں کو بکھیر لیا اور سر کو چاروں طرف گھما کر دیکھا۔ پھر آہستہ سے کہا۔

”میں جانتی ہوں تم لوگ عمار میں موجود ہو۔ میں نے ہی تمہیں یہاں آنے کی اجازت دی تھی۔“

اب عزیز، تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کو کچھ حوصلہ ہوا۔ جولی سانگ نے آگے بڑھ کر کہا۔

”اے دکھی بہن! ہمیں بتا کہ ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم بھی اپنے ایک بھائی ناگ اور ایک بہن ماریا سے جدا ہیں مگر ہم تمہارے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمیں تم سے بہت ہمدردی ہے کیونکہ تو ایک ایسی دلہن ہے جو اپنے دلہا سے جدا ہو گئی ہے۔“

پراسرار دلہن کا چہرہ جولی سانگ کی طرف تھا۔

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اب تھیوسانگ غبر اور  
کیٹی بھی سامنے آ گئے۔  
غبر نے کہا۔

”تم بھی ہماری بہن ہو شبالی! ہم تمہاری مدد کرنا  
چاہتے ہیں۔ بتاؤ ہم تمہاری کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔“  
پراسرار دلہن نے غم زدہ آواز میں کہا۔

”میں جانتی ہوں تم لوگ ہزاروں سال سے ایک  
خطرناک اور پراسرار سفر کر رہے ہو۔ میں جانتی ہوں کہ  
ناگ اور ماریا تم سے جدا ہو گئے ہیں۔۔۔۔ میں نے اسی  
لئے تم لوگوں کو یہاں بلایا تھا۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ  
اس دنیا کے ڈرپوک اور خود غرض لوگ میری مدد نہیں کر  
سکیں گے۔ وہ تو مجھے دیکھتے ہی چڑیل سمجھ کر یا بھاگ  
جاتے ہیں یا غش کھا کر گر پڑتے ہیں۔“  
تھیوسانگ نے کہا۔

”شبالی بہن! ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہارے لئے کیا کر  
سکتے ہیں۔ وہ کون سا طریقہ ہے جس پر عمل کر کے ہم  
تمہیں تمہارے دلہا کے پاس پہنچائیں۔“  
پراسرار دلہن نے کہا۔

”سنو! جس شخص کا بت تم لوگوں نے ٹیکسلا کے



عجائب گھر میں دیکھا ہے اور جس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور جس کے ماتھے پر تلوار کے زخم کا نشان ہے۔ اس کا نام یم راج ہے۔ وہ دلہن چور ہے۔ وہ آج سے تین ہزار سال پہلے دلہنوں کو اغوا کر کے لے جاتا اور انہیں پتھر بنا کر زمین پر لٹا دیتا تھا۔ میرے ساتھ بھی اس نے یہی کیا۔ میری شادی ہو رہی تھی۔ میں دلہن بنی بیٹھی تھی کہ اچانک یم راج آ گیا۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ یم راج نے مجھے اشارہ کیا اور میں اس کے جادو کے اثر سے اپنے آپ اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ پھر وہ مجھے اس دیوانے میں لے آیا جہاں آج کل ٹیکسلا کے عجائب گھر کا باغ ہے۔ اس نے مجھے باغ میں لیٹ جانے کا حکم دیا۔ میں لیٹ گئی۔ پھر اس نے مجھ پر ظلم کا منتر پڑھ کر پھونکا اور میں دلہنوں والے لباس اور زیورات سمیت پتھر بن گئی۔ مگر میرے گلے میں ایک تعویذ پڑا تھا۔ وہ پتھر نہ بن سکا۔ اس تعویذ کی وجہ سے میرا دل بھی دھڑکتا رہا اور میں زندہ رہی۔ میں تین ہزار سال سے اسی انتظار میں تھی کہ تم لوگ آؤ۔ میرے گلے سے تعویذ نکال کر نقشے کے مطابق اس غار میں آؤ اور میں تمہیں اپنا حال دل سناؤں۔ خدا کا شکر

ہے کہ اتنے برس گزر جانے پر تم لوگ آخر آ گئے۔  
کیٹی نے پوچھا۔

”شبالی بہن! تمہارا دلہا کہاں ہے اور ہم اسے  
کہاں سے تلاش کر کے تمہارے پاس لا سکتے ہیں؟“  
پراسرار دلہن نے کہا۔

”یہاں دریا پار انگور کے باغ کے پاس ایک چھوٹا  
سلاخ جاگھر ہے۔ اس گرجاگھر کے پیچھے انگور کے باغ میں  
ایک کنواں بنا ہوا ہے۔ اس کنوئیں میں آج کل پانی  
نہیں ہے۔ کنوئیں کے اندر دیوار میں ایک شگاف ہے۔  
اس شگاف کے اندر میرے خاندان میرے دلہا عاطور کی  
لاش دفن ہے۔ تم اس لاش پر میرے تھوڑے تھوڑے روکھ دینا۔  
اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ یہ کام میں نہیں کر  
سکتی۔ کیونکہ کنوئیں میں یم راج کا جادو ہے اگر وہاں کسی  
تو مجھے آگ لگ جائے گی۔ مگر آج کی دنیا کے زندہ  
لوگوں خاص طور پر تم لوگوں پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں  
ہو گا۔“

عبر نے کہا۔

”شبالی بہن تم فکر مت کرو۔ اطمینان رکھو ہم ابھی  
تمہارے دلہا کی لاش کی طرف جاتے ہیں۔“

پراسرار دلہن نے کہا۔

”میرا دلہا عا طور زندہ ہو جانے کے بعد خود یہاں میرے پاس پہنچ جائے گا۔ تم بھی پھر یہاں میرے پاس آ جانا۔ میں تمہیں ماریا کے بارے میں بتاؤں گی کہ اس پر کیا مصیبت گزر چکی ہے۔“

عنبر، تھیوساگ، کیٹی اور جولی ساگ کو خوشی ہوئی کہ انہیں پراسرار دلہن سے ماریا کا سراغ ملنے والا ہے۔ وہ اسی وقت غار سے نکل کر دریا پار والے گرجا گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریا خشک تھا اور گرجا دریا کے دوسرے کنارے پر زیادہ دور نہیں تھا۔ چاروں دوست بہت جلد دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ انہیں چاندنی رات میں دور ایک گرجے کا مینارہ نظر آیا۔ وہ کھیتوں میں گزرتے گرجے کے پاس آ گئے۔ گرجا گھر پر خاموشی چھا رہی تھی۔ اس کے پیچھے واقعی انگور کا ایک باغ تھا۔ تعویذ عنبر نے اپنے پاس تمہ کر کے رکھ لیا تھا۔ انگور کے باغ کے باہر ایک پرانا کنواں دکھائی دیا۔ انہوں نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ نیچے پانی بالکل نہیں تھا۔ عنبر اور تھیوساگ اور کیٹی جولی ساگ کنوئیں کی دیوار میں بنی ہوئی پتھر کی سیڑھیوں کی مدد سے نیچے اتر



گئے۔ کنوئیں کی تہہ میں بائیں جانب سچ مچ ایک شکاف بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے گردن اندر ڈال کر دیکھا اور بولا۔

”اندر ایک لاش کا ڈھانچہ پڑا ہے۔“

سب نے باری باری شکاف میں سر ڈال کر لاش کے ڈھانچے کو دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔

”دلہن کا تعویذ لاش پر رکھ دو۔“

عزیز نے آگے بڑھ کر تعویذ کو لاش کے سینے کی ہڈیوں پر رکھ دیا۔ تعویذ کے رکھتے ہی انسانی ڈھانچے نے چلنا شروع کر دیا۔ پھر ایسی آواز آئی جیسے کوئی گھرے گھرے سانس لے رہا ہو۔

اور دوسرے لمحے انہوں نے دیکھا کہ ہڈیوں کے ڈھانچے پر گوشت آ گیا ہے۔ پھر وہ ڈھانچہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا جس نے شادی کا لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر پگڑی تھی جس میں موتیوں کا ایک چھوٹا سا تاج لگا ہوا تھا۔ اس نے عزیز، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

”تمہارا شکریہ میرے دوستو! میں اپنی دلہن شبالی کے پاس جا رہا ہوں۔ تم سے وہاں ملاقات ہوگی۔“

اور اس کے ساتھ ہی دلہا غائب ہو گیا۔  
تھیو سانگ نے کہا۔

”یہ کام تو ہو گیا۔ اب جلدی سے واپس پراسرار  
دلہن شبالی کی طرف چلو تاکہ اس سے ماریا ناگ کے  
بارے میں معلوم کریں۔“

سارے دوست وہاں سے سیدھے لال چٹانوں والی  
غار کے باہر آ کر رک گئے۔ غار کے اندر سے شبالی کی  
آواز آئی۔

”دوستو! اندر آ جاؤ۔“

وہ لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہوا  
ہے جس پر دلہن شبالی اپنے دلہا میاں کے ساتھ بڑی  
خوش خوش بیٹھی ہے۔ اس نے عنبر کو دیکھ کر کہا۔  
”عنبر بھائی! میں تم سب بہن بھائیوں کو سلام  
کرتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے ہم سینکڑوں برس کے بعد  
ایک دوسرے کو مل گئے۔“

جولی سانگ نے کہا۔

”شبالی بہن! اس سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے۔  
لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اب تم ہمیں ناگ اور ماریا کے  
بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں اور ہم انہیں کیسے مل سکتے

ہیں۔“

پراسرار دلہن نے کہا۔

”میں اپنا وعدہ پورا کروں گی۔ سنو! جس یم راج کا تم نے عجائب گھر میں بت دیکھا ہے اس نے تمہاری بہن ماریا کو یہاں سے اغوا کیا ہے۔ وہ اسے اس زمانے سے اٹھا کر اپنے زمانے میں لے گیا وہاں اس پر ظلم کا اثر ڈالا۔ اسے دلہن بنایا اور پھر اسے شہر سے باہر ایک شیش محل کے باغ میں لینا کر پتھر بنا دیا۔ ماریا آج بھی اس شیش محل میں پتھر بنی پڑی ہے۔ مگر وہ آج سے دو ہزار سال پہلے کے زمانے کے کسی شکلا کے شیش محل میں ہے۔ آج کے زمانے میں اس شیش محل کا نام و نشان بھی مٹی میں مل چکا ہے۔ لیکن جب تم آج سے دو ہزار برس پیچھے جاؤ گے تو تمہیں وہ شیش محل مل جائے گا اور تم ماریا کو دلہن کے لباس میں پتھر بنا باغ میں پاؤ گے۔“

جولی ساگ، غبر، تھیو ساگ اور کیٹی حیرانی سے  
پراسرار دلہن کی باتیں سن رہے تھے۔ غبر نے کہا۔  
”شہابی بہن! ہم ماریا کے پاس کیسے پہنچ سکتے ہیں؟“  
پراسرار دلہن نے کہا۔



”عجائب گھر میں یم راج کے بت کے ہاتھ میں جو پتھر کی تلوار ہے اس پر ایک گھینہ لگا ہوا ہے تم اگر اس گھینے کو اتارنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر اپنے آپ ماریا کے زمانے میں پہنچ جاؤ گے مگر یم راج بڑا زبردست جادوگر ہے۔ وہ اگرچہ مرچکا ہے مگر اس کے بت میں ابھی تک طلسم کی وجہ سے طاقت باقی ہے۔“

تھیو ساٹک بولا۔

”ہم یم راج کی تلوار کا گھینہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ناگ کہاں ہے۔“

پراسرار دلہن نے ناگ کے بارے میں بتایا کہ اسے ایک فرعون ہیرے کے اندر اغوا کر کے پانچ ہزار برس پرانے مصر کے زمانے میں لے گیا ہے۔ پراسرار دلہن نے بالکل سچ کہا تھا۔ کیونکہ یہی بات انہیں پیرس کے قبرستان میں سائنس دان کی روح نے بھی بتا دی تھی۔ کیٹی نے ناگ کے پاس پہنچنے کا طریقہ پوچھا تو پراسرار دلہن نے کہا۔

”تمہیں آج سے پانچ ہزار برس پہلے کے زمانے میں پہنچانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔“

یہ کہہ کر پراسرار دلہن نے ایک بار پھر مسکراتے

ہوئے غنبر تھیو سانگ وغیرہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔  
 ”میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی یاد رکھوں گی  
 اب میں واپس اپنی دنیا میں جا رہی ہوں۔ تمہارا ایک بار  
 پھر شکریہ۔“

یہ کہہ کر پراسرار دلہن نے اپنے دولہا کا ہاتھ پکڑا  
 اور دونوں غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے کے بعد  
 غار میں اندھیرا چھا گیا۔ غنبر، تھیو سانگ، کیٹی اور جولی  
 سانگ غار سے باہر آ کر بیٹھ گئے اور سوچ بچار کرنے لگے  
 کہ یم راج کے بست کی تلوار میں سے گنینہ کون اتارے  
 گا۔

تھیو سانگ بولا۔

”یہ کام میں کروں گا۔ کیونکہ مجھ پر خلائی مخلوق  
 ہونے کی وجہ سے اس دنیا کے جادو کا اثر کم ہوتا ہے۔“  
 کیٹی بولی۔

”میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔ یہ کام میں بھی کر  
 سکتی ہوں۔“

غنبر نے کہا۔

”چاہے تم کرو چاہے تھیو سانگ یا جولی سانگ  
 کرے مگر خطرہ اپنی جگہ پر موجود رہے گا۔ کیونکہ یم راج

ایک طاقتور جادوگر ہے۔ جو ڈھائی ہزار برس پہلے کے زمانے سے آ کر ماریا کو اغوا کر سکتا ہے وہ تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہمیں کوئی دوسرا طریقہ سوچنا پڑے گا۔

تھیو سانگ بولا۔

”دوسرا طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟“

غیر کچھ لمحے خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا۔

”تھیو سانگ! میری رائے یہ ہے کہ تم ایم راج

کے بت کو اپنی انگلی کی طاقت سے چھوٹا بنا دو۔ پھر تم اسی کی تلوار پر سے گھٹنے کو کھرچ دینا۔ میرا خیال ہے کہ ایم راج کے چھوٹا ہو جانے سے اس کے ظلم کا اثر اور جادو کی طاقت بھی گھٹ جائے گی۔“

تھیو سانگ مسکرا کر بولا۔

”یہ خیال مجھے پہلے نہیں آیا تھا۔ اچھا خیال ہے

بس ہم اس منصوبے پر عمل کریں گے۔ میرا خیال ہے ابھی رات کا وقت ہے۔ ہم ابھی چل کر عجائب گھر میں ایم راج پر حملہ کر دیتے ہیں۔“

جولی سانگ اور کیٹی نے بھی ان کی ہاں میں ہاں

ملائی۔ اس کے بعد یہ چاروں دوست اور ہزاروں برس



کے ساتھی لال چٹانوں والے علاقے سے نکل کر ٹیکسلا شہر کے عجائب گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹیکسلا شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ رات کے

دو بج رہے تھے۔ شہر سو رہا تھا۔ گلیاں اور بازار سناں

تھے۔ سڑکوں پر روشنی ہو رہی تھی۔ ٹیکسلا کے عجائب گھر

کے باہر ایک چوکیدار بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ کسی وقت وہ اٹھ

کر چل پھر کر پرہ دینے لگتا تھا۔ غبر تھیو ساگ کیٹی اور

جولی سائٹ عجائب گھر کی پھیلی طرف سے دیوار پھاند کر

عجائب گھر کے باغ میں داخل ہو گئے۔ ہلکی ہلکی چاندنی

پھیلی ہوئی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر چلن رو گئے کہ جہاں پہلے

پراسرار دلہن کا پتھر کا مجسمہ لیٹا ہوا تھا وہاں اب کچھ بھی

نہیں تھا۔ پراسرار دلہن اپنے دولہا کے ساتھ اپنی دنیا میں

واپس جا چکی تھی۔ اب سب کو بڑی خوشی ہوئی کہ ان

کی مدد سے ایک بد نصیب دکھی دلہن کو اپنا گھر اور اپنا

شوہر مل گیا تھا۔ عجائب گھر کا بڑا دروازہ بند تھا۔

لیکن دروازہ کھولنا ان لوگوں کے لئے کوئی مشکل

کام نہیں تھا۔ غبر نے آگے بڑھ کر دروازے کو ذرا سا

اندر کی طرف دھکیا تو وہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔

چاروں دوست اندر داخل ہو گئے۔ عجائب گھر کے طویل

کمرے سنسان تھے۔ الماریوں میں قیمتی تاریخی نوادرات بچے ہوئے تھے۔ چھت کے ساتھ بلب روشن تھے۔ چلتے چلتے وہ اس کمرے میں آ گئے جہاں کونے میں یم راج کا تلوار والا بت کھڑا تھا۔ کیٹی نے سرگوشی کی۔  
 ”یہی یم راج کا بت ہے۔“

انہوں نے بت کو قریب جا کر دیکھا۔ یم راج کے بت کے ماتھے پر تلوار کے زخم کا لمبا نشان تھا۔ اس کے ہاتھ میں جو پتھر کی تلوار تھی اس کے دستے پر سرخ رنگ کا گھینہ لگا تھا۔ گھبرنے آہستہ سے کہا۔

”یہی وہ گھینہ ہے جو ہمیں مایا کے زمانے میں پہنچا سکتا ہے۔ تھیو سانگ! تم تیار ہو کیا؟“  
 تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔

”میں تو ہر وقت تیار رہتا ہوں۔“

جولی سانگ نے کہا۔

”تھیو سانگ بھائی! احتیاط سے کام لینا۔“

تھیو سانگ بولا۔

”ضرور۔۔۔۔۔ مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ کسی

احتیاط وغیرہ کی ضرورت نہیں رہی۔ میں یم راج کو چھوٹا کرنے لگا ہوں۔“

یہ کہہ کر تھیو ساگ نے اپنے سیدھے ہاتھ کی سیدھی انگلی بت کے بازو کے ساتھ لگا دی۔ تھیو ساگ کو ایک شک ضرور تھا کہ شاید یم راج پر اس کی خلائی طاقت کا اثر نہ ہو۔ مگر تھیو ساگ کے چھوٹے سے یم راج ایک دم سے ننھا سا کھلونا بن گیا۔ وہ بالکل چھوٹا سا بت بن کر فرش پر اسی طرح کھڑا تھا۔ یم راج نے آگے سے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ غبر تھیو ساگ اور جولی ساگ بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

”اب اسے اٹھا کر باہر لے چلتے ہیں۔“

تھیو ساگ نے یم راج کے کھلونے ایسے چھوٹے سے بت کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور وہ سب عجائب گھر کے باغ کی دیوار پھاند کر دوسری طرف نکل گئے۔ وہ سڑک پار کر کے ایک چھوٹے سے پارک میں بجلی کے کھمبے کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ غبر بولا۔

”تھیو ساگ! یم راج کا بت نکال کر اس کی تلوار

کا گھینہ کھرچ دو۔“

تھیو ساگ نے جیب سے یم راج کا چھوٹا سا بت نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یم راج کا بت بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ اسی حساب سے اس کی تلوار کا گھینہ بھی چھوٹا

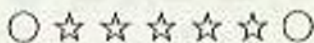


ہو گیا تھا اور ایک سرخ نقطے کی طرح چمک رہا تھا۔ تھیو ساگ جگنیے کو چاقو سے کھرپنے لگا تو جولی ساگ نے کہا۔  
 ”ٹھہرو۔ یہ کام میں کرتی ہوں۔“

جولی ساگ کو اپنے بھائی کا خیال آ گیا تھا کہ کہیں وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائے۔ لیکن غبر بولا۔

”یہ کام نہ تھیو ساگ کرے گا نہ جولی ساگ بلکہ میں کروں گا۔“

یہ کہہ کر غبر نے تھیو ساگ کے ہاتھ سے چاقو اور یم راج کا بت لے لیا۔ غبر نے چاقو کی نوک سرخ جگنیے پر رکھی اور اسے کھرپنے لگا۔ گگنہ تلوار سے الگ ہو گیا۔ غبر کو ایک جھٹکا لگا اور پھر آسمان پر زور سے بجلی چمکی اور عجائب گھر میں زبردست نیلی روشنی پھیل گئی۔



## سانپ کا حملہ

بجلی کی چمک میں انہیں کچھ نظر نہ آیا۔  
 جب یہ چمک ختم ہوئی تو تھیو سانگ اور کیٹی نے  
 دیکھا کہ غبر اور بولی سانگ غائب تھے اور یم راج کا  
 مجسمہ اپنے آپ بڑا ہو کر کولے میں اسی طرح کھڑا تھا۔  
 تھیو سانگ اور کیٹی نے تعجب سے ادھر ادھر دیکھا پھر  
 لپک کر یم راج کے مجسمے کے پاس آئے۔ یم راج کی  
 تلوار کے دستانے پر سرخ گلینہ اسی طرح لگا ہوا تھا۔  
 کیٹی نے کسی قدر پریشانی سے کہا۔  
 ”تھیو سانگ بھیا! یہ کیا ہو گیا۔ ہم ماریا ناگ کو  
 ڈھونڈ رہے تھے اور غبر بولی سانگ بھی ہم سے گھٹڑ  
 گئے؟“

تھیو سانگ غور سے یم راج کی تلوار کے دستانے کو  
 دیکھ رہا تھا۔ سرخ گلینہ اسی طرح چمک رہا تھا۔ اس نے

کہا۔

”اگر ہم نے دوبارہ اسی تھیلے کو کھرچنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے کہ ہم بھی کسی دوسری دنیا میں پہنچ جائیں۔“

کیٹی نے کہا۔

”لیکن غبر اور جولی ساگ کہاں گئے ہوں گے ہمیں ان کو بھی تو تلاش کرنا ہے۔“

تھیو ساگ بولا۔

”تمہاری کیا رائے ہے؟ میں اس تھیلے کو اسی طرح سے نکال لوں۔“

کیٹی نے کہا۔

”میرا تو یہی خیال ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس تھیلے کو قبضے میں لینے سے ہم بھی غبر اور جولی ساگ کے پاس پہنچ جائیں اور وہاں ماریا بھی ہو۔“

تھیو ساگ بولا۔

”ٹھیک ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“

یہ کہہ کر تھیو ساگ نے چاقو کی نوک سے تلوار کے دستے پر سے سرخ تھیلے کو کھرچنا شروع کر دیا۔ گھنٹہ



تکوار کے دستے سے الگ ہو کر ایک دم تھیو سانگ کے ہاتھوں سے غائب ہو گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ دونوں نے فرش پر جگہ جگہ تلاش کیا مگر انہیں سرخ گھینہ نہ مل سکا۔

کیٹی ٹھنڈا سانس بھر کر بولی۔

”تھیو سانگ بھائی! ہماری قسمت میں غبر اور جولی سانگ سے جدا ہونا لکھا تھا۔ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ گھینہ انہیں غائب کرنے کے بعد خود بھی غائب ہو گیا ہے۔“

تھیو سانگ اور کیٹی مایوسی کے ساتھ عجائب گھر سے نکل آئے۔ اب باغ میں پراسرار دلہن کا بت بھی نہیں تھا کہ اس سے کوئی مشورہ کرتے کہ غبر اور جولی سانگ کو کہاں تلاش کیا جانا چاہئے۔ عجائب گھر کے باہر سڑک سنسان تھی۔ رات کے تین بجنے والے تھے ٹیکسلا کا شہر خاموش تھا۔ سڑک پر سے کسی وقت کوئی ٹرک لاہور کی طرف گزر جاتا تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

”کیٹی بہن! اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟“

کیٹی نے آہ بھر کر کہا۔

”اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ لاہور چل کر اسی ہوٹل

میں کچھ دن بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ آگے کیا کرنا ہو گا اور کہاں جانا چاہئے ہمیں۔“

وہ سڑک کے کنارے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک ویگن لاہور کی طرف جا رہی تھی۔ تھیو سانگ نے اشارہ کر کے اسے روکا اور اس میں سوار ہو کر ہوٹل میں آ گئے۔ تھیو سانگ کے پاس ابھی کچھ رقم تھی۔ انہوں نے ہوٹل میں ساتھ ساتھ دو کمرے لے لئے۔ وہ کم از کم ایک مہینہ ضرور لاہور شہر میں رہنا چاہتے تھے۔

اب ہم غنبر اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ جس وقت غنبر تلوار کے دسے سے سرخ گلینے کو کھرچ رہا تھا تو جولی سانگ اس کے بالکل قریب ہی بیٹھی تھی۔ ایک دم سے کڑا کے کی آواز بلند ہوئی۔ بجلی چمکی اور اب اپنا ہوا کہ جولی سانگ نے ڈر کر غنبر کا ہاتھ تھام لیا۔ بس غنبر کے ساتھ ہی جولی سانگ بھی طلسم کے اثر سے وہاں سے غائب ہو گئی۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خوبصورت دریا کے کنارے گھاس پر بیٹھے ہیں۔ دریا پر سجے ہوئے بجرے اور کشتیاں چل رہی ہیں۔ ایک طرف دور تک صحرا کے ٹیلے پھیلے ہوئے ہیں اور دریا کی دوسری طرف ایک شہر کی فسیل یعنی چار

دیواری نظر آ رہی ہے اور کہیں کہیں کھجور اور انجیر کے درختوں کے جھنڈ ہیں۔ لوگ قدیم زمانے کے لباس میں ملبوس دریا کنارے ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ عورتوں نے سروں پر بالوں کو جوڑوں کی طرح باندھ رکھا ہے اور لمبے ریشمی لبادے پہنے ہوئے ہیں۔ غبر نے اور جولی سانگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

”غبر بھائی! ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ہم تھیو سانگ اور کینیسی سے جدا ہو کر کسی بست پیچھے کے زمانے میں آ گئے ہیں۔“

غبر نے دریا کی دوسری طرف شہر کی تفصیل کو دیکھ کر کہا۔

”یم راج کے ظلم نے اثر کر دکھایا۔ اگر تم نے میرا ہاتھ نہ پکڑا ہوتا تو تم میرے ساتھ نہ آتیں۔“

جولی سانگ نے کہا۔

”بجلی کی زبردست کڑک سے میں نے گھبرا کر تمہارا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ خیر اب ہمیں اس تبدیلی کو تسلیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہاں ماریا اور ناگ سے ملاقات ہو جائے۔ کیونکہ ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ اکثر



ایسا ہوتا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ کون سا شہر ہے اور ہم کون سے زمانے میں آ گئے ہیں۔“  
عنبر نے کہا۔

ان لوگوں کے لباس سے تو لگتا ہے کہ ہم ہزاروں برس پہلے کے مصر کے زمانے میں آ گئے ہیں۔ میں اس علاقے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں کیونکہ یہ میرا پرانا وطن ہے۔ میں مصر ہی کا رہنے والا ہوں۔ یہ دریا بہت چھوٹا ہے اور لاہور کی بڑی نہر جتنا ہے۔ یہ ضرور دریائے نیل ہو گا۔“

جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا۔  
”یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اگر ہم قدیم مصر میں آ گئے ہیں تو یہاں ناگ سے ملاقات ہو سکتی ہے اسے بھی تو کوئی فرعون ہی اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گیا تھا۔“  
عنبر بولا۔

”تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ ممکن ہے ناگ کے ساتھ ساتھ ماریا کا بھی یہاں سے کچھ سراغ مل جائے اور پھر ہم اکٹھے تھیو سانگ اور کیٹی سے جا ملیں۔“

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک رتھ جس پر اونچے لمبے حبشی سپاہی سوار تھے اور جن کے

پاس تلوار تیر اور نیزے تھے ان کے قریب آ کر رکھ رہے تھے میں سے دو حبشی سپاہی چھلانگیں لگا کر نیچے اترے اور آتے ہی انہوں نے عنبر اور جولی ساگ کی گردنوں پر نیزے رکھ دیئے۔ ایک حبشی سپاہی نے اس زمانے کی مصری زبان میں چلا کر پوچھا۔

”تم کہاں سے آئے ہو۔ تم مصری نہیں ہو“

عنبر نے بھی اسی زبان میں کہا۔

”میرا نام عنبر ہے۔ یہ میری بہن جولی ہے۔ ہم

مصر کے ہی رہنے والے ہیں“

دوسرے سپاہی نے کرن دار آواز میں کہا۔

”ہمارے ساتھ چلو۔ تمہارا فیصلہ سپہ سالار کرے

گا۔“

پہلے تو عنبر نے وہیں ان حبشی سپاہیوں کو تنہا نہس کرنے کا فیصلہ کیا پھر خیال آیا کہ جولی ساگ اس کے ساتھ ہے۔ وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائے دوسرے چل کر سپہ سالار سے بھی ملنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس طریقے سے کچھ ناگ کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں۔

عنبر نے کہا۔

”بے شک سپہ سالار کے پاس لے چلو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔“

مصری سپاہیوں نے عنبر اور جولی سانگ کو اسی وقت رسیوں سے جکڑ کر رتھ میں ڈالا اور گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے دونوں کو لے کر شہر کی فصیل کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ شہر آج سے پانچ ہزار سال پہلے کا مصر کا دارالحکومت مہض تھا جہاں ایک ایسے فرعون کی حکومت تھی جو بڑا ظالم تھا اور رعایا پر سخت ظلم کرتا تھا۔ اس کا سپہ سالار بھی بڑا جابر اور ظالم آدمی تھا۔ سپاہی سپہ سالار کے محل میں داخل ہو گئے۔ سپہ سالار اپنے عالی شان محل میں مسند پر بیٹھا تھا۔ دو مصری کنیریں رقص کر رہی تھیں۔ سپاہیوں نے جاتے ہی عنبر اور جولی سانگ کو سپہ سالار کے سامنے پیش کر دیا۔ جولی سانگ نے راستے میں اپنی خاص زبان میں عنبر سے کہا بھی کہ ہمیں اپنی طاقت سے کام لے کر ان سپاہیوں کو ختم کر دینا چاہئے جس کے جواب میں عنبر نے کہا تھا کہ صبر سے کام لو۔ ہو سکتا ہے ہمیں سپہ سالار سے ناگ کے یا ماریا کے بارے میں کچھ سراغ مل جائے۔

سپہ سالار نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف دیکھا



اور پوچھا۔

کون ہیں یہ لوگ؟

سپاہی نے جھک کر عرض کی۔

”حضور! ہمیں یہ ملک نوبیا کے جاسوس لگتے ہیں۔

راستے میں انہوں نے اپنی زبان میں کوئی خفیہ بات چیت بھی کی تھی۔“

سپہ سالار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ کیونکہ نوبیا کے ملک سے مصر کی سخت دشمنی تھی اور جنگ لگی ہوئی تھی۔ سپہ سالار نے غبر سے پوچھا۔

”تم یہاں کہاں جاسوسی کر رہے تھے؟ تمہارے دوسرے ساتھی یہاں کہاں ہیں؟ فوراً بتاؤ نہیں تو تمہیں بھیانک اذیت والی سزا دوں گا۔“

غبر نے کہا۔

”آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم بہن بھائی جاسوس

نہیں ہیں۔ ملک مصر کے ہی رہنے والے ہیں اور اپنے گاؤں سے شہر کی سیر کرنے آئے تھے۔ دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ آپ کے سپاہی ہمیں پکڑ کر یہاں لے آئے۔“

سپہ سالار نے غصے سے کہا۔

”تم بکواس کرتے ہو۔ اگر تم نے اپنے ساتھی جاسوسوں کے نام اور پتے نہ بتائے تو میں تم دونوں کو بھوکے مگر مچھوں کے آگے ڈال دوں گا۔“

عنبر کو مگر مچھوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ پھر بھی جو سچی بات تھی اس کو اس نے پھر دہرایا۔

”ہم جاسوس نہیں ہیں۔ آگے آپ کی مرضی ہے ہمیں جو سزا دیں گے ہم اسے قبول کریں گے۔“

سپہ سالار کو عنبر کے اس جواب پر اور زیادہ غصہ آگیا۔ اس نے کہا۔  
 ”ان دونوں بہن بھائیوں کو مگر مچھوں والے تالاب پر لے چلو۔“

سپاہیوں نے اسی وقت عنبر اور جولی سانگ کو پھانسی اور محل کے پیچھے ایک ایسے تالاب کے کنارے لے آئے جس میں چار بڑے ہی خونخوار قسم کے بڑے بڑے مگر مچھ کنارے پر بیٹھے تھے۔ انہیں دو دن تک بھوکا رکھا جاتا تھا تاکہ جس بد نصیب شخص کو ان کے آگے ڈالا جائے مگر مچھ اس کی فوراً تکہ بوٹی کر دیں۔ جولی سانگ نے اپنی زبان میں عنبر سے پوچھا۔

”اب کیا ارادہ ہے؟“

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

”ہم دونوں اپنی اپنی قوت کا مظاہرہ کریں گے  
اب ایسا کرنا ہی پڑے گا۔“

اتنے میں سپہ سالار بھی اپنے باڈی گارڈ سپاہیوں  
کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ سپہ سالار کے لئے تخت بچھا دیا  
گیا۔ وہ خود اس اذیت ناک منظر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس  
نے حکم دیا۔

”سب سے پہلے اس عنبر کو مگرچھ کے آگے ڈالا  
جائے تاکہ بہن اپنی آنکھوں سے اپنے بھائی کی تکتہ بوٹی  
ہوتے دیکھ سکے۔“

سپہ سالار کا یہ بڑا ظالمانہ حکم تھا مگر سپہ سالار  
ظالم شخص تھا۔ وہ ایک بہن کو بھائی کی موت پر ہنسنا  
بہاتے اور روتے دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر جولی سانگ مطمئن  
نہی۔ اس نے سپہ سالار کے آگے گزر گڑا کر اپنے بھائی کی  
زندگی کی بالکل درخواست نہ کی۔ اس پر سپاہی اور سپہ  
سالار بھی کچھ حیران ہوئے۔ عنبر بھی خاموش تھا۔ اس کے  
چہرے پر بھی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس پر بھی سب  
لوگ تعجب میں تھے کہ عام طور پر جب کسی کو مگرچھوں  
کے آگے ڈالا جاتا ہے تو وہ بدنصیب چننا ہے چلاتا ہے۔



سپہ سالار سے رحم کی درخواست کرتا ہے مگر غبر اور جولی  
 سانگ بڑے وقار اور بے نیازہی سے کھڑے تھے۔  
 سپہ سالار نے گرج کر کہا۔  
 ”غبر کو مگر مچھوں کے آگے ڈال دیا جائے۔“

اسی وقت سپاہیوں نے غبر کی رسیاں کھول دیں  
 اور اسے اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا۔ کنارے پر بیٹھے  
 مگر مچھوں نے ایک انسان کو تالاب میں گرتے دیکھا  
 تو پھنکاریں مارتے ہوئے پانی میں کود گئے اور تیزی سے  
 غبر کی طرف بڑھے۔ سارے سپاہی اور سپہ سالار بڑی  
 دلچسپی سے یہ خونی منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے خیال میں  
 مگر مچھ ایک سیکنڈ میں غبر کے جسم کی جگہ ہوئی کرنے  
 والے تھے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے جس  
 آدمی کو مگر مچھوں کے آگے ڈالا ہے وہ کوئی عام آدمی  
 نہیں ہے بلکہ ایک زبردست طاقت کا مالک ہے۔ تالاب  
 کے باہر سپہ سالار سمیت سب سپاہی کینزیں اور نوکر اس  
 کا انتظار کر رہے تھے کہ ابھی مگر مچھ غبر کے جسم کے  
 چیتھڑے اڑا دیں گے لیکن انہوں نے ایک ایسا منظر دیکھا  
 جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔  
 جو نہی مگر مچھ غبر کی طرف بڑھے غبر نے سب سے

آگے والے خونخوار گرچھ کو دم سے پکڑ کر ہوا میں تین چکر دے کر اتنی زور سے دوسرے گرچھ پر دے مارا کہ ایک دھماکہ ہوا اور دونوں گرچھوں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ غبر کا پوری طاقت استعمال کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اتنی طاقت سے اگر غبر چاہتا تو قلعے کی دیوار کو گرا دیتا۔ سپہ سالار اور سب دیکھنے والوں کے منہ مارے حیرت کے کھلے کھلے رہ گئے۔ اتنی دیر میں تیسرا اور چوتھا گرچھ بھی غبر کو ہڑپ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھا۔ غبر نے تیسرے گرچھ کے کھلے منہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ایک ہی جھٹکے سے گرچھ کو منہ سے لے کر دم تک چیر کر رکھ دیا۔ چوتھا گرچھ یہ دیکھ کر دم دبا کر بھاگ گیا۔

سپاہی اور نوکر تو کتے میں آگئے تھے۔ نوکروں نے غبر کو کوئی آسمانی دیوتا سمجھ کر تالاب کے کنارے اس کے آگے سجدے کر دیئے۔ غبر تالاب سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کی زبردست طاقت کی وجہ سے اس کے گیلے کپڑوں میں سے گرمی کی وجہ سے بھاپ نکل رہی تھی۔ سپہ سالار پر بھی غبر کی غیر معمولی طاقت کا بہت زیادہ اثر ہوا تھا مگر وہ اسے کوئی جادوگر سمجھ رہا تھا۔ سپہ سالار

ہار ماننے والا نہیں تھا۔ اس نے چلا کر کہا۔  
 ”اس جادوگر کی بہن کو مگرچھ کے آگے پھینک دو۔“

سپاہیوں نے حکم پر عمل کرتے ہوئے جولی سانگ کو بھی اسی طرح تالاب میں پھینک دیا۔ تالاب میں ایک ہی خوشخوار مگرچھ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ اس نے عورت کو تالاب میں گرتے دیکھا تو جولی سانگ کی طرف لپکا۔ جولی سانگ کے پاس بھی خدائی طاقت تھی۔ سب سے پہلے تو اس نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے جسم کی رسیوں کو توڑ دیا۔ مگرچھ اس کے سر پہ پہنچ گیا تھا۔ جونہی مگرچھ نے جولی سانگ کو ہڑپ کرنا چاہا جولی سانگ نے اس کے جڑوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پھر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ مگرچھ کے جڑے کو چیر ڈالا۔ مگرچھ الٹا ہو گیا۔ سارا تالاب ان کے خون سے لال ہو گیا۔  
 غبر نے سپہ سالار سے کہا۔

”سپہ سالار! کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا کہ ہم جاسوس نہیں ہیں۔“

سپہ سالار پر غبر اور جولی سانگ کی طاقت کا بہت اثر ہوا تھا۔ مگر وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ان دونوں کے پاس



کوئی جادو کا منتر ہے جس کی مدد سے انہوں نے مگر مچھوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ سپہ سالار کو یقین تھا کہ یہ دونوں جاسوس ہیں مگر جادو جانتے ہیں۔ وہ ان کے جادو کو توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے بڑے غرور کے ساتھ کہا۔

”میں جانتا ہوں تم دونوں جاسوس ہو۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ میں تمہارے جادو کو ختم کر دوں گا۔“

پھر اس نے حکم دیا کہ ان دونوں یعنی عنبر اور جولی سانگ کو قلعے کے سب سے نچلے تہہ خانے میں بند کر دیا جائے۔ جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر اپنی زبان میں کہا۔

”عنبر بھیا! کیا ہم پھر قید ہو جائیں گے۔“

عنبر نے کہا۔

”جولی سانگ! گھبراؤ نہیں۔ میں اس سپہ سالار کو

اس کی مرضی کے مطابق شکست دینا چاہتا ہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اب کیا کرے گا۔“

عنبر اور جولی سانگ کو قلعے کے سب سے نچلے تنگ و تاریک قید خانے میں بند کر دیا گیا۔ سپہ سالار نے دونوں کا کھانا پانی بھی بند کر دیا۔ تین دن گذر گئے۔ سپہ سالار کا خیال تھا کہ دونوں بھوک پیاس سے نڈھال ہوں

گے مگر جب وہ تہہ خانے میں آیا تو دیکھا کہ دونوں ہشاش بشاش اور پوری طرح صحت مند تھے۔ بھوک پیاس کا ان پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ سپہ سالار نے اسے بھی ان کے جادو کا کرشمہ ہی سمجھا۔ اب سپہ سالار نے شاہی جادوگر یعنی مندر کے کاہن کو بلایا اور ساری بات بیان کرنے کے بعد کہا۔

”یہ دونوں دشمن کے جاسوس ہیں۔ مگر ان کے پاس کوئی ایسا طلسم ہے جس کی وجہ سے ان کے اندر بڑی طاقت آگئی ہے اور ان پر بھوک پیاس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے طلسم کی مدد سے ان دونوں کو ہلاک کر ڈالو۔“

شاہی کاہن نے گردن بڑے غرور سے بلند کی اور

بولا۔

”سالار اعظم! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میں انہیں ایسا مزا چکھاؤں گا کہ مرنے کے بعد ان کی روہیں بھی یاد رکھیں گی۔“

سپہ سالار نے کہا۔

”تم کیا جادو کرو گے؟ یہ لوگ بڑے تجربہ کار

جادوگر ہیں۔“

کاہن بولا۔

”آپ خود دیکھ لیں گے کہ کل صبح ان دونوں کی لاشیں قید خانے میں گل سڑ رہی ہوں گی۔“

سپہ سالار بڑا خوش ہوا کہ غنبر اور جولی سانگ کا غرور ٹوٹ جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس نے کاہن اعظم کو اجازت دے دی۔ کاہن اعظم مصر کا سب سے بڑا عابد گر تھا۔ اس نے اپنے مکان پر آتے ہی مصر کے صحرا کا سب سے مہلک اور زہریلا سانپ نکالا اور اس پر منتر پڑھنے شروع کر دیے۔ وہ آدھی رات تک کالے زہریلے سانپ پر منتر پڑھ کر پھونکتا رہا۔ ان منتروں کی وجہ سے سانپ کے زہر کا اثر اس گنا بڑھ گیا۔ اب اس کالے سانپ میں اتنی طاقت اور لگاؤ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ محض اپنی پھنکار سے بڑے سے بڑے ہاتھی کو بھی جلا کر راکھ کر سکتا تھا۔ آدھی رات کے بعد کاہن کالے سانپ کو پٹاری میں ڈال کر سپہ سالار کے پاس آ گیا۔ اسے ساری بات بتائی تو وہ بولا۔

”کاہن اعظم! کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا سانپ

ان دونوں کو ہلاک کر دے گا؟“

کاہن اعظم بولا۔



”سالار اعظم! یہ سانپ تو اتنا زہریلا ہو گیا ہے کہ اب اگر یہ کسی محل کی طرف منہ کر کے پھنکار مارے تو محل کو بھی آگ لگ جائے۔“

سپہ سالار نے خوش ہو کر کہا۔

”شاہاش! بس اب جلدی سے چلو اور میری آنکھوں کے سامنے ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالو۔“

کاہن سپہ سالار کے ساتھ قلعے کے تہ خانے میں آ گیا۔ غنبر اور جولی سانگ جاگ رہے تھے اور آپس میں ناگ مارا اور کیٹی تھیو سانگ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ جولی سانگ نے سپہ سالار اور کاہن کو دیکھا اور غنبر سے کہا۔

”میرا خیال ہے سپہ سالار اپنے ساتھ کسی جادوگر کاہن کو لایا ہے۔“

غنبر نے کاہن کو غور سے دیکھا۔ وہ اس قسم کے بہت جادوگر دیکھ چکا تھا۔ سمجھ گیا کہ یہ کاہن ہے اور کاہن جادوگر بھی ہوا کرتے تھے۔ دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔ دونوں کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ سپہ سالار نے کہا۔

”عنبر! اگر تم اب بھی ہمیں صاف صاف بتا دو کہ تمہارے ساتھ اور کون کون مصر میں داخل ہوا ہے اور وہ کہاں کہاں اپنی تخریبی کاروائیاں کر رہے ہیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم دونوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔“  
عنبر مسکرایا۔

”سپہ سالار! میں نے کہہ دیا کہ میں اور میری بہن جاسوس نہیں ہیں۔ اگر تم ہم پر کوئی اور طاقت آزمانا چاہتے ہو تو وہ بھی آزما کر دیکھ لو۔“

سپہ سالار نے کاہن کو اشارہ کیا۔ کاہن نے کالے سیاہ سانپ کو پٹاری میں سے نکال کر عنبر اور جولی سانگ کی طرف پھینک دیا۔ عنبر اور جولی سانگ لپٹی جگہ سے بالکل نہ ہلے۔ سانپ کو دونوں کے جسموں میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آئی تو وہ ان کے سامنے آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور اپنے پھن کو جھکا دیا اور بولا۔

”آپ کے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی ہے۔ کیا آپ ناگ دیوتا کے بھائی ہیں؟“  
عنبر نے کہا۔

”ہم ناگ دیوتا کے دوست اور بھائی ہیں۔ تم نے ٹھیک پہچانا۔“

کالے سانپ نے کہا۔

”کاہن نے مجھ پر ظلم پھونک کر میرے زہر کو تیز کر دیا ہے اور تم دونوں کو ڈسنے کے لئے بھیجا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ ناگ دیوتا کے بھائی بہنوں کو ڈسنے کا میں کبھی خیال بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے حکم کریں کہ میں اس کاہن کو ابھی اس گستاخی کا مزا چکھاؤں۔“

غبر نے سانپ کی زبان میں کہا۔

”میری طرف سے اجازت ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تم کاہن اور سپہ سالار کو ہلاک مت کرو۔ بلکہ انہیں جکڑ دو۔“

کالے سانپ اسی وقت واپس کاہن اور سپہ سالار کی طرف بڑھا۔ کاہن اور سپہ سالار قید خانے کے دروازے میں کھڑے حیران ہو رہے تھے کہ سانپ نے ابھی تک غبر اور جولی سانگ کو ڈس کر ہلاک کیوں نہیں کیا۔ اتنے میں کالے سانپ نے ایک زبردست پھنکار ماری اور اچھل کر کاہن اعظم کی گردن پر زور سے اپنا پھن مارا۔ کاہن ڈر کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا حملہ سانپ نے سپہ سالار پر کر دیا۔ پھر ان دونوں کی گردنوں پر ڈس کر تھوڑا تھوڑا زہر ان کے خون میں شامل کر دیا۔ اس



زہر کے اثر سے سپہ سالار اور کاہن نے اچھلتا شروع کر دیا۔ وہ مسخروں کی طرح اچھل رہے تھے اور شور مچا رہے تھے کہ ہمیں بچاؤ۔ ہمیں بچاؤ۔ سانپ کے زہر کی وجہ سے کاہن کا جادو بھی ختم ہو گیا تھا۔ اب وہ کسی پر جادو نہیں کر سکتا تھا۔ تب جولی سانگ نے سانپ سے کہا۔

”ان دونوں کے جسموں سے زہر کی مقدار واپس کھینچ لو۔“

کالے سانپ نے جہاں دُسا تھا وہاں منہ لگا کر باری باری دونوں کے جسموں سے اپنا زہر چوس لیا۔ سپہ سالار اور کاہن ایک دم ٹھیک ہو گئے اور گھبرائی ہوئی آنکھوں سے غبر اور جولی سانگ کی طرف دیکھنے لگے۔ کاہن نے سانپ کو پکڑنا چاہا مگر سانپ نے زور سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے پھنکار کے ساتھ چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔ کاہن اور سپہ سالار جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ غبر نے کہا۔

”اے کاہن اعظم! تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے تمہیں اور تمہارے طلسمی منتروں کو کیسے شکست دی ہے۔ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے اپنی شکست نہیں دیکھی؟“

سپہ سالار مکار شخص تھا۔ اس نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ غنبر اور جولی سانگ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے کر رہے گا۔ مگر اوپر سے وہ بڑی عاجزی سے بولا۔

”غنبر! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں بڑی طاقت کے مالک ہو اور جاسوس نہیں ہو۔ میں تمہیں آزاد کرنا ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میں تمہارا تعارف فرعون سے کروں۔ فرعون مصر تم سے مل کر بڑا خوش ہو گا۔“

غنبر اور جولی سانگ کو یہاں اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ وہی فرعون ہو جس نے ناگ کو اغوا کیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرعون مصر سے ملاقات کے بعد ناگ اور ماریا کا بھی کچھ سراغ مل جائے۔

غنبر نے کہا۔

”سپہ سالار! ہمیں بھی فرعون مصر سے مل کر بڑی خوشی ہو گی۔“

سپہ سالار غنبر اور جولی کو ساتھ لے کر اپنے محل میں آ گیا۔ دوسری طرف کاہن اعظم اپنے جادو کی شکست

پر سخت غصے میں تھا۔ وہ عنبر اور جولی سانگ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ کاہن کو یہ بھی خطرہ تھا کہ عنبر فرعون سے ملنے جا رہا ہے۔ اگر فرعون اس کے جادو اور اس کی طاقت سے متاثر ہو گیا تو وہ اسے کاہن کی جگہ شاہی جادوگر مقرر کر دے گا۔ چنانچہ کاہن نے اسی وقت دل میں طے کر لیا کہ وہ عنبر اور جولی سانگ پر اپنا سب سے بڑا طلسمی منتر پھونکے گا۔ اس طلسمی منتر کے اثر سے سندھ میں آگ لگ جاتی تھی۔ عنبر اور جولی سانگ تو فرعون مصر کے دربار کی طرف چل دیئے اور کاہن اعظم نے اپنے مکان کی طلسمی کوٹھڑی میں جا کر سب سے بڑی جادوگرنی سامرانہ کی روح کو بلا لیا اور اس کو بتایا کہ میں عنبر اور جولی سانگ کو ہلاک کر کے اپنا اٹھویا ہوا وقار پھر سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جادوگرنی سامرانہ کی روح نے کہا۔

”میری بات غور سے سنو۔ جولی سانگ کو کسی طرح سے آگ میں ڈال دو۔ وہ آگ میں گرتے ہی جل کر راکھ ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں تمہیں عنبر کو ہلاک کرنے کی ترکیب بتاؤں گی۔“

کاہن بڑا خوش ہوا کہ کم از کم وہ جولی سانگ کو



تو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ وہ دل میں ایک  
سازش تیار کر کے شاہی محل کی طرف چل پڑا۔



پھر کیا ہوا؟

اس کے بعد کے سنسنی خیز روٹھے کھڑے کر دینے  
والے واقعات پڑھنے کے لئے عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب  
بدروح جولی سائیک آج ہی اپنے بک شال سے خرید کر  
پڑھیئے۔



# اے حمید کی عنبر ناگ مار یا سیریز

وہ توئی میں بند ہو گئی  
قبر کا شعلہ  
سپیرا جاسوس  
خونی بالکونی

ناگ کراچی میں  
خلائی تختی کا راز

پتھر کی دلہن  
کھو پڑی محل

بد روح جولی سانگ



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ  
لاہور - راولپنڈی - کراچی



Rs. 150.00